دربارِ چشت

حضرت مولانا سید حسین علی چشتی رضوی اجمیری

[وکیل جاورہ وخلیفۂ امام احمد رضا محدث بریلوی]

تلخیص وترتیب: نوری مشن مالیگاؤں

حسب فرمائش: خلیفۂ مفتی اعظم الحاج سید فرقان علی چشتی رضوی

[خانقاہِ رضویہ، نزد درگاہ شریف، اجمیر شریف]

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

www.muftiakhtarrazakhan.com

   0092 303 2886671   /makhtarraza1011

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

www.muftiakhtarrazakhan.com

     /makhtarraza1011

بہ فیض: تاج دار اہلِ سُنّت مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمہ وحضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی

زیر سرپرستی: امینِ ملت حضرت ڈاکٹر سید محمد امین میاں قادری برکاتی مدظلہ العالی، مارہرہ مطہرہ

دربارِ چشت

حضرت مولانا سید حسین علی چشتی رضوی اجمیری

[وکیل جاورہ وخلیفۂ امام احمد رضا محدث بریلوی]

تلخیص وترتیب: نوری مشن مالیگاؤں

حسب فرمائش: خلیفۂ مفتی اعظم الحاج سید فرقان علی چشتی رضوی

[خانقاہِ رضویہ، نزد درگاہ شریف، اجمیر شریف]

ناشر: **نوری مشن** مالیگاؤں

☆......مدینہ کتاب گھر، اولڈ آگرہ روڈ، مالیگاؤں ☆......رضا لائبریری مالیگاؤں

سنِ اشاعت ۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء......ہدیہ: دُعاے خیر بہ حق اراکین ومعاونین

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا سیّد حسین علی چشتی اور دربارِ چشت

حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات منبعِ فیوض ومصدرِ برکات ہے۔آپ کی تعلیمات باعثِ تطہیرِ قلب ونگاہ ہے اور بارگاہ جنت نشاں۔ ہندوستان کی سرزمین پہ وسیع پیمانے پر اسلام کی تبلیغ واشاعت کا فریضہ انجام دے کر آپ نے ایمان وایقان کی فصل کو سرسبز وشاداب کردیا، یہی وجہ ہے کہ اپنے پرائے سبھی آپ کی شان وعظمت میں رطب اللسان ہیں۔ ہر دور کی بڑی شخصیات وسلاطین وشاہانِ وقت نے آپ کی مدح میں زبانیں تر رکھیں۔ درجنوں کتابیں اور ہزاروں مضامین ومقالات شانِ حضور غریب نواز میں اشاعت پذیر ہیں۔پیش نظر کتاب اسی سلسلۂ محبت وعقیدت کی ایک کڑی ہے جس میں حضور غریب نواز کی سیرتِ پاکیزہ وحیاتِ طیبہ کے مختلف گوشوں کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، جسے حضرت مولانا سید حسین علی چشتی رضوی نے تحریر کیا ہے۔

حضرت مولانا سید حسین علی چشتی رضوی کی ولادت اجمیر شریف میں ہوئی۔ آپ گردیزی سید ہیں۔ سلسلۂ نسب ۲۶/ واسطوں سے مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم تک پہنچتا ہے۔آپ کے مورثِ اعلیٰ، حضرت خواجہ سید فخر الدین چشتی؛ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے مرید تھے اور انھیں کے حکم سے سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔

وکیل جاورہ اور نسبت دربارِ اجمیر مقدس:

آپ وکیل جاورہ کہلاتے ہیں۔ ریاست جاورہ کے نواب محمد اسماعیل خان بہادر وان کے بعد والیِ ریاست نواب محمد افتخار علی خان بہادر آپ ہی کی معرفت حاضریِ دربارِ خواجہ ہوتے رہے۔ان نوابین کے یہاں آپ کی بڑی قدر ومنزلت تھی، جس کا سبب دربارِ اجمیر مقدس سے وابستگی وسیادت ہے۔

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی فرماتے ہیں: ''خدمت مزار پُر انوار [سرکار خواجہ غریب نواز کے] روزِ وصال سے آج تک ہماری ہی قوم کا طرۂ امتیاز بنی رہی ہے۔ درمیان میں دو ایک بار ہندوؤں کے تعصب کا بھی مظاہرہ ہو چکا ہے.........ہم خدام نے اس آستانہ کی خدمت کی خاطر سب کچھ تکلیفیں اٹھائیں مصیبتیں جھیلیں۔سرکار خواجہ کی آرام گاہ کو کسی طرح نہ چھوڑا۔اب

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہم اگر اس خیال میں مست و بے خود ہیں تو حق بہ جانب ہیں ع

خواجہ پیا کے، ہم ہیں خواجہ پیا ہمارے"

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی نے سیرتِ سلطان الہند حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ پر کتاب -دربار چشت اجمیر- کے نام سے بیانیہ انداز میں لکھی۔ طرزِ تحریر سادہ و عام فہم ہے۔ ۶/دہائی قبل لکھی گئی اس کتاب کی پہلی اشاعت ۱۹۵۵ء میں اجمیر شریف سے ہوئی۔ چوں کہ مصنف کا دربارِ اجمیر سے آبائی رشتہ و تعلق رہا ہے اس لیے اس کتاب کی اہمیت وافادیت وانفرادیت مسلّم ہے؛ اس بات کی ضرورت ایک مدت سے محسوس کی جارہی تھی کہ حضور غریب نواز پر ایک مختصر و جامع کتاب شائع ہوتا کہ عام مسلمان بالخصوص کالج کے طلبا اپنی روشن تاریخ سے آگہی حاصل کریں۔ بہ ایں سبب اس کی اشاعت کا منصوبہ بنایا گیا۔ ازیں قبل نوری مشن ۴۳/عنوانات پر ایک لاکھ کی تعداد میں رسائل و کتب کی اشاعت کر کے بلا قیمت تقسیم کر چکا ہے۔ اسی سلسلے کی یہ ۴۷/ویں اشاعت ہے جو عرس حضور غریب نواز [۱۴۳۶ھ/ ۲۰۱۵ء] پر منظرِ عام پر آرہی ہے۔

آپ نے اس کتاب میں سلف صالحین بالخصوص خواجہ غریب نواز کے داعیانہ مشن کی بابت صراحت کے ساتھ خالص مؤرخانہ انداز میں لکھا ہے، ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"معین الدین کے معنی ہیں "دین کا مددگار"......ابتداءً یہ لقب تھا، آگے چل کر یہی حاصلِ زندگی اور مقصدِ حیات ہوگیا۔ آپ کو اس مقصدِ حیات میں ایسی کامیابی حاصل ہوئی کہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمان آپ کے تبلیغی کارنامے میں پیش کیے جاسکتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس ملک میں فریضۂ تبلیغ کا مستحکم بنیادی پتھر آپ ہی نے رکھا۔ آپ سے قبل اسلامی بہادروں نے ہندوستان پر بارہا حملے کیے مگر آئے اور گئے۔"

راقم نے کتاب کی ترتیبِ جدید میں بعض امور کا خیال رکھا ہے، مثلاً: قدیم طرزِ اردو میں اس کو اوس، ان کو اون، اسے کو اوسے، انھیں کو اونھیں لکھا جاتا تھا۔ ایسے الفاظ میں رائج طرز اختیار کیا گیا۔ وضاحت کے لیے قوسین [] لگائے نیز اس طرح کی بعض ترتیب واختصار کا لحاظ رکھا گیا۔

کتاب دو گوشوں پر مشتمل ہے، پہلا گوشہ حیات و خدماتِ غریب نواز پر مشتمل ہے اور دوسرا شاہانِ ہند کی بارگاہِ غریب نواز میں نیاز مندی، تصانیف میں تذکرے و خراجِ عقیدت نیز حالاتِ خدام بارگاہ و شجرات وغیرہم۔ دوسرے گوشے کے مواد کو اس کتاب میں شامل نہیں کیا گیا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

آئندہ کسی اشاعت میں انھیں منظر عام پر لایا جائے گا۔

آدابِ حاضری دربارِ اجمیر:

بارگاہِ اجمیر میں حاضری کے آداب کے تحت آپ تحریر فرماتے ہیں: ’’بلا وسیلہ وتوسط جس طرح کسی بادشاہ کے دربار میں جا کھڑا ہونا درباری ادب وتہذیب کے خلاف ہے، اسی طرح یہاں بھی بلا وکیل کے حاضری یقیناً قانون شکنی اور توہین دربار جیسا جرم ہونا چاہیے، لہٰذا زائرین کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وقت حاضری ان کا وکیل ضرور ان کے ہم راہ ہو جو ہر وقت آستانہ پر دعا گو رہے گا اور یہ صرف اس لیے کہ آدابِ آستانہ میں فرق نہ آئے ؏ ادب ضرور ہے شاہوں کے آستانہ کا‘‘

اسلافِ کرام وعلما کا یہ معمول رہا ہے کہ بوقتِ حاضریِ دربارِ خواجہ کسی نہ کسی وکیل کو ضرور ساتھ رکھتے اور انھیں کے توسل سے دربارِ خواجہ میں حاضری دیتے، خلیفہ وبرادر زادۂ اعلیٰ حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

’’آپ [حضرت خواجہ فخر الدین چشتی] کا اہم کام دربار خواجہ میں سائلوں کی درخواستیں پیش کرنا تھا اور مولانا سید فخر الدین صاحب قبلہ کی وکالت دربارِ خواجہ میں بہت مقبول، لہٰذا وہی خدمت ان کی نسل آج تک انجام دے رہی ہے۔ بنابریں آج بھی سید حسین علی صاحب رضوی جو رئیس جاورہ کے وکیل مشہور ہیں اور ’’وکیلِ جاورہ‘‘ آپ کے پتا کا آج بھی جزوِ اعظم بنا ہوا ہے۔ سید صاحب چوں کہ ان انفاس کریمہ کی اولاد ہیں لہٰذا آپ خود بھی بڑے منکسر المزاج، کریم النفس، بے حد متواضع اور بڑے مہمان نواز ہیں۔‘‘ [ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ستمبر ۱۹۶۲ء، ص ۲۸]

دربارِ اقدس خواجہ غریب نواز کی رونق سے خائف فرقوں [وہابیہ دیوبندیہ] کی جب اجمیر شریف میں شرانگیزی ہوئی تو مولانا سید حسین علی رضوی نے اولیاے کرام کے دُشمن گروہ کو عزم واستقامت کے ساتھ پسپا کیا۔

آپ نے اپنے بڑے فرزند گرامی مولانا سید محمد علی چشتی رضوی کو حصولِ علم دین کی خاطر مصر تک بھیجا۔ دوسرے صاحب زادے حضرت مولانا سید احمد علی رضوی کو دار العلوم معینیہ عثمانیہ درگاہ معلیٰ اجمیر شریف جہاں خلیفۂ اعلیٰ حضرت، صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی استاذ تھے، نیز مولانا سید محمد علی ازہری کے یہاں درس دلوایا۔

اعلیٰ حضرت سے نسبت وتعلق:

آپ کے یہاں خاندانی نسبت تھی ہی، امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ سے بیعت کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

سعادت حاصل کی۔ نیز امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ نے سلسلۂ چشتیہ میں آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا۔ [ماہ نامہ کنز الایمان دہلی، اپریل ۲۰۰۱ء]

مجدد اسلام امام احمد رضا سے آپ کے خصوصی مراسم تھے، جس کا باعث خدمت دین و عشق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں وارفتگی، گستاخانِ بارگاہِ نبوت کے خلاف علمی وتحریری کام، اور تحفظِ ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ مولانا اسلم ثقافی فرماتے ہیں:

امام احمد رضا قادری -حضرت مولانا سید حسین علی رضوی- کی بڑی عزت وتوقیر فرماتے؛ بارگاہِ خواجہ میں حاضری کے وقت آپ کو اپنا وکیل دعا گو بناتے اور الحمدللہ یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ سرکار مفتی اعظم ہند تاحیات حضرت سید صاحب کے صاحب زادے حضرت مولانا سید احمد علی رضوی علیہ الرحمہ کی معرفت بارگاہِ خواجہ میں حاضری دیتے رہے اور آپ کے بعد حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری افاداللہ علینا من برکاتہم اور خانوادۂ رضا کے دیگر افراد بھی آپ کے نبیرہ حضرت الحاج سید فرقان علی رضوی کی معرفت بارگاہِ خواجہ میں حاضری دیتے ہیں اور اسی مکان [رضا منزل] میں قیام فرماتے ہیں جہاں آج سے تقریباً ایک صدی قبل عاشق خواجہ امام احمد رضا بھی دوبار قیام فرما چکے ہیں۔ [ملخصاً، مجلّہ یادگار رضا، شمارہ ۱۳-۲۰۱۲ء]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی، اعلیٰ حضرت کے خاص مریدوں میں شامل ہیں، مولانا حسنین رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں: ''سید صاحب، اعلیٰ حضرت کے ان مخلص فدائیوں میں سے ایک ہیں جن کا پوروں پر شمار ہوتا ہے، ان کی شخصیت دربار رضوی میں پہلے سے ہی ممتاز رہی ہے۔'' [ماہ نامہ اعلیٰ حضرت بریلی، ص ۲۸، ستمبر ۱۹۶۲ء]

حضرت مولانا سید حسین علی رضوی کا وصال ۲۵ر نومبر ۱۹۶۷ء کو ہوا۔ مزار پر انوار اجمیر مقدس میں اناساگر گھاٹی پر چلہ [جائے عبادت] حضرت سالار مسعود غازی کے قریب واقع ہے۔

آپ کا پورا خانوادہ اعلیٰ حضرت سے نسبت وتعلق رکھتا ہے۔ فرزند اکبر مولانا سید محمد علی ازہری کو حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی سے اجازت وخلافت حاصل تھی، خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے شرف تلمذ بھی۔ دوسرے صاحب زادے مولانا سید احمد علی رضوی، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا قدس سرہٗ سے بیعت تھے اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد علیہ الرحمہ، مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن علیہ الرحمہ، مولانا مفتی رجب علی نانپاروی قادری علیہ الرحمہ نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ آپ کے نبیرہ مولانا

www.muftiakhtarrazakhan.com

سید فرقان علی رضوی اجمیر شریف میں بے پناہ مخالفت کے باوجود پیغام رضا وفکر رضا کو عام کرنے میں کوشاں ہیں۔[ملخصاً، مجلّہ یادگار رضا، شمارہ ۱۳-۲۰۱۲ء]

حاضریِ بارگاہِ اجمیر مقدس کے سلسلے میں مولانا سید حسین علی رضوی کے فرزند مولانا سید احمد علی رضوی سے متعلق ایک وکالت نامہ راقم کے پیش نظر ہے، جس کا ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

''خواجہ تاشان رضویت و برادرانِ اہلِ سنت کو مخلصانہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ بھی وکیل جاورہ جناب قادری چشتی مولوی سید احمد علی صاحب رضوی زید عنایۂ کی وکالت سے حاضرِ آستانہ [غریب نواز] ہوکر فیوض و برکات حاصل کریں اور نذر و نیاز و حاضری کا ان سے تعلق رکھیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل تا قیامت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سایۂ رحمت تمام اہلِ سنت و جماعت پر قائم رکھے۔ آمین۔''

اس پر اکابر علماے اہلِ سنت کے تصدیقی دستخط موجود ہیں، جن کے نام اس طرح ہیں:

حضور مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا نوری، مفتی برہان الحق جبل پوری، حضور احسن العلماء مارہروی، علامہ ریحان رضا خان رحمانی میاں، علامہ ارشد القادری، قاری مصلح الدین صدیقی، حضرت غلام آسی، مفتی رجب علی نان پاروی، تاج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری، مفتی رفاقت حسین، علامہ قمر الزماں اعظمی، مولانا عبدالشکور اشرفی - وغیرہم۔

مولانا سید احمد علی رضوی کے فرزند حضرت سید فرقان علی چشتی رضوی خادم دربارِ اجمیر ہیں۔ آپ حضور مفتی اعظم کے خلیفہ ہیں۔ موجودہ علماے اہلِ سنت کی بڑی تعداد دربارِ خواجہ میں آپ کی وکالت میں حاضر ہوتی ہے۔ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری مدظلہ العالی؛ آپ ہی کی وکالت میں دربارِ خواجہ میں حاضری دیتے ہیں۔ موصوف علم دوست ہیں۔ فروغِ اہل سنت و مسلک اعلیٰ حضرت کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ اللہ کریم موصوف کے ذریعے اہلِ سنت کی مزید خدمت لے اور سبھی اہلِ سنت کو فیضانِ سرکار غریب نواز سے خوب مالا مال فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

اس کتاب کی اشاعت کے لیے معاونین اور کمپوزر شہباز رضوی رکن نوری مشن شکریے کے مستحق ہیں۔ اللہ کریم اس کاوش کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور ہمیں خواجہ غریب نواز کے مقدس مشن کی اشاعت میں سرگرم عمل رکھے۔ مسلکِ اہل سنت مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت دے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

غلام مصطفیٰ رضوی

☆ استفادۂ خصوصی: مقالہ ''خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سید حسین علی رضوی اجمیری''، مشمولہ مجلّہ یادگار رضا، ۱۳-۲۰۱۲ء مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی، از مولانا اسلم رضا ثقافی

www.muftiakhtarrazakhan.com

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

خاصانِ خدا، خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

خواجۂ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرزند خواجۂ اجمیر کا نام نامی اسم گرامی حسنؔ اور لقبؔ معین الدین ہے۔ محبوبانِ خدا کے نام اکثر الاسماء تنزل من السماء کے مصداق ہوتے ہیں، جو بظاہر باپ یا کسی بزرگ کی زبان پر خود بخود جاری ہو جاتے ہیں، مگر ان ناموں سے اس مولودِ مسعود کی آنے والی زندگی اور اس کے مقصدِ حیات کی طرف اشارہ بھی ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ کا نام حسنؔ آپ کی دین و دُنیا کی بہتری اور لقب معین الدین آپ کی پیاری زندگی کا واحد عنوان ہے۔ معین الدین کے معنی ہیں ''دین کا مددگار''......ابتداءً یہ لقب تھا، آگے چل کر یہی حاصلِ زندگی اور مقصدِ حیات ہو گیا۔ آپ کو اس مقصدِ حیات میں ایسی کامیابی حاصل ہوئی کہ ہندوستان کے کروڑوں مسلمان آپ کے تبلیغی کارنامے میں پیش کیے جا سکتے ہیں۔ اس واسطے کہ اس ملک میں فریضۂ تبلیغ کا مستحکم بنیادی پتھر آپ ہی نے رکھا۔ آپ سے قبل اسلامی بہادروں نے ہندوستان پر بارہا حملے کیے مگر آئے اور گئے۔ اندرونِ ملک کوئی خاص اسلامی اثر نہ چھوڑا۔ البتہ اسلامی جرنیل محمد بن قاسم نے سندھ فتح کر کے جو مرکزِ تبلیغ ملتان میں قائم کیا تھا، اس کا اثر پنجاب تک پھیلا۔ [غریب نواز جب لاہور تشریف لائے تو آپ کا قیام حضرت داتا گنج بخش ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں ہوا۔ اور لاہور تک آپ کو بھی تھوڑی تھوڑی تعداد مسلمانوں کی ملی] مگر پھر وہیں کا وہیں رہ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ سندھ میں اور خود ملتان میں اس دور کے حجازیؔ، شامیؔ، عراقیؔ علماے ملت و اولیاے کرام مدفون پائے جاتے ہیں۔

یہ خداداد طاقت کہ ہندوستان کے مرکز میں بیٹھ کر محیط بن جانا، رب العزت نے آپ ہی کو دی تھی۔ آپ کے قیامِ اجمیر سے جو انوارِ قدس اِس سرزمین پر پھیلے۔ تو پھیلتے ہی چلے گئے۔ اور مسلمانوں کے دلوں پر آپ کی جو باطنی حکومت قائم ہوئی وہ قیامت آنے تک کے لیے مستحکم ہو گئی۔ اسی لیے آپ خود بخود زبانِ خلق سے ''سلطان الہند'' کہلوائے گئے۔ اُس وقت سے اَب تک دُنیا نے بارہا کروٹیں بدلیں، ظاہری حکومتیں بنتی بگڑتی رہیں، مگر آپ کی باطنی حکومت میں سرِ مُو فرق نہ آیا۔

آپ رائے پتھورا (پرتھوی راج) کے عہد میں سلطان الہند بنا کر ہندوستان بھیجے

www.muftiakhtarrazakhan.com

گئے۔رائے پتھورا آڑے آیا،اس کی سلطنت پارہ پارہ ہوگئی۔اسلامی حکومتیں قائم ہوئیں۔اور صدیوں رہ کرختم ہوگئیں۔اس وقت ہندوستان کا راج[قائم]ہے،نامعلوم مستقبل میں کون حکمراں ہو۔سطحی تغیرات سے آپ کی فرماں روائی پر نہ کوئی اثر پڑا ہے، نہ پڑے۔وجہ یہ ہے کہ ظاہری حکومت کا بارگردنوں پر ہوتا ہے اور باطنی حکومت دلوں میں قائم ہوتی ہے۔دُنیا ظاہری حکومت سے سرتابی کرتی چلی آئی ہے اور سرکشی کرتی چلی جائے گی،مگر دلوں پر کسے قابو۔وہ تو جہاں جھکتے آئے ہیں،وہیں جھکیں گے،نہ ان کو کوئی حکومت روک سکتی ہے،نہ منحرف کرسکتی ہے۔

سلطانُ الہند کا پدری نسب

خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز سیدنا خواجہ معین الدین حسن حسنی الحسینی چشتی سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بن حضرت سیدنا خواجہ غیاث الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا خواجہ کمال الدین احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا احمد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا نجم الدین طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا ومولانا امام علی موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدالسادات سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدالسادات سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدالسادات سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدالسادات سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت مظلومِ کربلا شہیدِ جور و جفا سیدالشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا مولا مشکل کشا علی مرتضٰی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

مادری نسب

خواجۂ خواجگان سلطان الہند غریب نواز سیدنا ومولانا خواجہ معین الدین حسن حسینی الحسنی

www.muftiakhtarrazakhan.com

چشتی سنجری ثم اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بن حضرت سیدہ ام الورع رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بنت حضرت سیدنا داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا عبد اللہ حنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا یحییٰ زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا محمد مورث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا و مولانا عبد اللہ محض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سید السادات سیدنا و مولانا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سید السادات سیدنا و مولانا امام حسن مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت سیدنا مولا مشکل کشا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم

سلطان الہند غریب نواز۔ ماں کی طرف سے حسنی اور باپ کی طرف سے حسینی سید ہیں۔

آپ کا وطن

آپ کا وطن سنجر [بعض نے سجز اور سجستان بھی لکھا ہے] ہے جو بحیرۂ اخضر کی جنوبی سمت ایران و خراسان کی آخری سرحد پر واقع ہے۔ سلطان الہند غریب نواز کی ابتدائی زندگی کے حالات یقیناً اس وجہ سے شہرت پذیر نہ ہوئے کہ آپ کی ولادت چھٹی صدی ہجری میں ہے۔ اور اُس صدی میں ممالکِ اسلامیہ بڑے نازک دور سے گزر رہے تھے۔ تاتاریوں کے حملے اسلامی آبادیوں کو ویران کر رہے تھے۔ اور ُملاحدہ‘ کی خفیہ سازشیں سلاطین و علمائے اسلام کو موت کے گھاٹ اُتار رہی تھیں۔ صدہا علما و اولیائے کرام اور سلاطینِ اسلام اس فرقۂ باطنیہ ملاحدہ کے ہاتھوں سے اس طرح شہید ہوئے کہ اکثر و بیشتر تو قاتل ہی کا پتا نہ چلا۔ مسلمان اس دور میں سخت سراسیمہ تھے۔ جہاں یہ تاتاری فتنہ پہنچتا وہاں سے خاندان کے خاندان دوسرے ملک کو بھاگتے۔ چنانچہ سنجر بھی جب اِس تباہی میں آیا ہے تو آپ کے والد ماجد مع اہل و عیال خراسان آ گئے، اور ۵۴۵ھ مطابق ۱۱۵۰ء میں جب کہ خراسان ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ غیاث الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اناللّٰہ و انا الیہ راجعون.

سلطان الہند غریب نواز کی عمر شریف اُس وقت صرف پندرہ سال کی تھی کہ مہربان باپ کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ اور چند روز کے بعد آپ کی والدہ ماجدہ بھی راہیِ دارِ بقا ہوئیں۔ تاتاری بڑھتے بڑھتے خراسان پر بھی چھا گئے۔ یہاں بھی قتل و غارت کا بازار گرم ہوا۔ وہ علماے اُمت اور اولیاے ملت جن کے نام آج تک احترام سے لیے جاتے ہیں۔ اور آبِ زر سے لکھے جاتے ہیں– بڑی بے دردی سے قتل ہوئے۔ کتب خانوں کو آگ لگا دی گئی۔ ایسا بڑا انقلاب کہ جس میں بہادروں کے پتّے پانی ہو رہے تھے۔ اس حالت میں پیارے ماں باپ کا سایہ بھی دفعتاً اٹھ جانا ہی کچھ کم ہوش رُبا نہ تھا۔ زندہ باد! اے یادگارِ شہیدِ کربلا زندہ باد! یہ تمام تر ہولناک حوادث اور ہوش رُبا باتیں ہمارے خواجہ غریب نواز کے پایۂ ثبات میں ادنیٰ لغزش نہ پیدا کر سکیں۔ وہ اپنے متروکہ پدری باغ اور پن چکی کے کام میں بدستور مصروف رہے۔ جیسا کہ اپنے [والد] بزرگوار کے زمانہ میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کے معمولات میں ذرا فرق نہ آیا۔ آپ صابر و شاکر تھے اور زبانِ حال یہ کہہ رہی تھی ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

درسِ عبرت

اُس دور میں جاہ و حشمت، شان و شوکت، عزت و دولت ہمارے خواجہ نے اپنی آنکھوں سے مٹتی دیکھی، جس سے آپ کے خیالات میں ایک تموج پیدا ہوا۔ دنیا کی بے ثباتی کا پورا کھیل دیکھا۔ زمانہ کی بے وفائیاں ملاحظہ سے گزریں تو آپ کا دل دُنیا سے بے زار ہو گیا۔ اور آپ کو ایسے محبوب کی جستجو ہو گئی جو بے وفا نہ ہو۔ جس کو فنا نہ ہو۔ جس کے حسن کو زوال نہ ہو۔ جس کے حسن و جمال کی دُنیا بھر میں کوئی مثال نہ ہو۔

حضرت ابراہیم قندوزی کی آمد

ایسے محبوب کی تلاش کے ارادے ہی تھے کہ اس دور کے مشہور مجذوب حضرت ابراہیم قندوزی ایک دن آپ کے باغ میں تشریف لائے۔ آپ نے حسبِ عادت ان کی مدارت کی۔ عزت سے لیا۔ میوہ جات پیش کیے، جو مجذوب صاحب نے کھا لیے۔ اور چلتے وقت روٹی یا کھلی کا ٹکڑا کھانے کے لیے خواجہ غریب نواز کو مرحمت فرمایا جو خواجۂ ہند نے بے تکلف فوراً کھا لیا۔ اسے کھاتے ہی آتشِ شوق تیز سے تیز تر ہو گئی۔

تلاشِ حق میں پہلا قدم

آپ نے چکی اور باغ فروخت کر کے بڑا حصہ قیمت کا فقرا پر تقسیم کر دیا۔ اور تھوڑے

سے درہم و دینار لے کر تحصیلِ علم کے لیے چل کھڑے ہوئے ؏
کہ بے علم نتواں خدارا شناخت

بخارا اور سمر قند میں تحصیل علم دین

اس وقت بخارا اور سمر قند اسلامی دُنیا میں علمِ دین کا مرکز خیال کیے جاتے تھے۔ لہٰذا آپ سمر قند تشریف لائے۔ اور بخارا میں بھی قیام رہا۔ آپ نے قرآن پاک حفظ کیا۔ صرف، نحو، فقہ و اصولِ فقہ، حدیث و تفسیر اور دیگر فنونِ عقلیہ حاصل کیے۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا حسام الدین سمر قندی کا نام معلوم ہوسکا ہے............ اُس وقت سلطان الہند کا شمار اپنے دور کے یگانۂ روزگار علما میں ہونے لگا تھا۔ مگر یہاں تو اور ہی لَو لگی ہوئی تھی۔ اب تو تلاش ایسے نفسِ قدسی کی تھی جو اُس لازوال حسین تک پہنچادے۔ جس کے حسن و جمال کو زوال نہیں۔

جوئندہ یابندہ

آپ مرشدِ کامل کو تلاش کرتے ہوئے بغداد پہنچے، یہاں آپ کو خواجہ عثمان ہارونی ملے جو خاندانِ چشت کے اجلۂ اولیا سے ہیں، آپ ان سے بیعت ہوئے۔ بغداد شریف اس وقت اسلامی حکومت کا مرکز اور دار السلطنت تھا۔ یہاں کم و بیش ۲۰ رسال ہمارے خواجہ نے اپنے پیر کی خدمت اور عبادت و ریاضت میں گزار دیے۔ یہاں تک کہ پیر و مرشد کی زبان سے یہ بشارت سُن لی کہ "معین الدین تمہارا کام پورا ہوگیا"...... بلکہ اکثر آپ کے پیر و مرشد فخریہ فرماتے:

"مارا بر مریدی او تفاخر است"

تکمیلِ ریاضت و حصولِ خلافت

اس کے بعد ایک دن اجازت و خلافت اور تبرکاتِ سلسلۂ عالیہ جو حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو اپنے پیرانِ طریقت سے پہنچے تھے۔ سب - خدا کے پیارے خواجہ عثمان ہارونی - نے ہمارے خواجہ کو دے دیے، اور چند نصیحتیں فرمائیں: طمع نہ کرنا، آبادی میں قیام نہ کرنا، دستِ سوال دراز نہ کرنا - وغیرہ وغیرہ، آپ کی پیشانی کو چوما اور خدا کی امان میں دے کر رُخصت کردیا کہ خدمتِ خلق کرو اور بھولے بھٹکوں کو راہ بتاؤ۔ غریب نواز کی تکمیل غالباً خواجہ عثمان ہارونی کی آخری خدمت تھی۔ کہ اِس اہم خدمت کے بعد آپ خود بھی گوشہ نشین ہوگئے۔ اس واسطے کہ غریب نواز کی حاضری کا دور، سفر و حضر دونوں کا دور تھا۔ اس دور میں خواجہ عثمان ہارونی نے بڑے بڑے سفر بھی کیے اور ہر سفر میں سلطان

www.muftiakhtarrazakhan.com

الہند غریب نواز آپ کا سفری سامان لیے ساتھ رہے۔ اپنے پیرو مرشد کی سفر و حضر میں بے حد خدمت کی۔ یہ خدمت خدا کی راہ میں مجاہدہ تھی، کہ مراتب کی بلندی اور تقربِ بارگاہِ الٰہی کا سبب بن گئی۔

حاضریِ حرمین طیبین

ہمارے خواجہ غریب نواز اپنے پیر سے رُخصت ہو کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ بعض مؤرخین نے حرمِ مکہ میں درس دینا بھی لکھا ہے۔ وہاں آپ کی مزاراتِ صحابۂ کرام پر بھی حاضری ہوتی رہی اور علما و مشائخ سے ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ خدا کے گھر کی برکتوں اور دولتوں سے مالا مال ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ یہاں دورانِ حاضری میں اپنے جدِ کریم، نبی رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

”اے معین الدین! تم معینِ دین ہو۔ لہٰذا ہندوستان جاؤ اور ہمارے دین کی مدد کرو۔“

خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لاڈلے فرزند معین الدین سنجری کو اُس رات میں – خواجۂ ہند – بنا دیا۔ گویا مملکتِ ہند کی روحانی سلطنت کا تاج تا قیامِ قیامت آپ کے سر پر رکھ دیا گیا۔ اب تو آپ کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ معمولی سامانِ سفر کر کے آپ تعمیلِ حکم کے لیے چل کھڑے ہوئے۔

سلطان الہند کی روانگیِ ہندوستان

آپ مدینہ منورہ سے بغداد آئے۔ بغداد کی دُنیا آپ سے پہلے ہی واقف ہو چکی تھی، دھوم مچ گئی، اس دور کے مشہور روحانی پیشوا حضرت نجم الدین کبریٰ سے ملاقات ہوئی۔ شیخ اوحد الدین کرمانی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے صحبتیں رہیں، حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بھی یہیں ملے۔ اور بیعت ہوئے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی بیعت

اُس وقت اس خلیفۂ اعظم ہونے والے مرید کی عمر ۲۴؍ سال کی تھی۔ بغداد سے ہمدان آئے۔ وہاں کے شاہِ ولایت حضرت یوسف ہمدانی سے بغل گیر ہوئے۔ اسی دوران میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پیارے مرید سیدنا خواجہ غریب نواز سے ملنے کا شوق ہوا۔ اور مریدِ سعید خواجہ سیّد فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لیا اور تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، اس کے بعد خدا کے پیارے خواجہ اور ہمارے خواجہ کی ملاقات ہونا کسی تاریخ سے ثابت نہیں۔ البتہ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کو دورانِ سفر میں تلاش کر لینا اور بحکم مرشدِ برحق مدۃ العمر ہر سفر و حضر میں آپ کے ساتھ رہنا ثابت ہے۔ اس کے بعد حضرت خواجہ – ہمدان سے تبریز پہنچے۔ حضرت

ابوسعید تبریزی سے ملے، پھر تبریز سے اصفہان آئے، یہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی، پھر وہاں سے استر آباد کا رُخ کیا، یہاں حضرت شیخ ناصر الدین سے ملنا ہوا۔شیخ ناصر الدین استر آبادی، حضرت بایزید بسطامی کے سلسلہ میں تھے۔استر آباد سے ہرات اور ہرات سے سبزوار آئے۔

والیِ سبزوار کے باغ میں قیام

اس تمام سفر میں حضرت خواجہ غریب نواز حسبِ ہدایت پیرِ روشن ضمیر ویرانوں اور گورستانوں میں ٹھہرتے ہوئے آئے ہیں۔مگر سبزوار میں آپ نے معمول کے خلاف والیِ سبزوار کے باغ میں قیام فرمایا۔ یہاں کا حاکم فسق و فجور میں مبتلا تھا، سخت ظالم تھا۔ جب وہ باغ میں آیا اور اُس نے چند درویش باغ میں قیام پذیر دیکھے تو آگ بگولا ہوگیا۔اپنے ملازمین پر سختی کی اور ان بزرگوں پر قہر آلود نگاہیں ڈالیں۔اس کے جواب میں اِدھر سے حضرت خواجۂ ہند رضی اللہ عنہ نے اُس پر ایک نظر ڈالی۔نظر پڑنا تھی کہ بے ہوش ہوگیا اُس پر خود کریم النفس غریب نواز نے پانی دَم کرکے چہرہ پر چھڑکا۔اُسے ہوش آیا۔تو مکمل ہوش ہوا، اپنے فسق و فجور سے تائب ہوا، وہ اور اُس کے چند ساتھی دامنِ خواجہ سے ایسے وابستہ ہوئے کہ حکومت، دولت، عزت سب کو خیر باد کہا۔اور آخری دم تک خواجہ غریب نواز کے ساتھ رہے۔یہی والیِ سبزوار ہیں کہ دُنیا انھیں آج سات سو سال گزرنے پر [بھی] محبت سے یاد کرتی ہے۔اور تاریخ انھیں محمد یادگار کے نام سے پکارتی ہے۔

بلخ میں قیام اور فلسفی کا اسلام

سبزوار سے چل کر بلخ میں قیام فرمایا۔ یہاں ایک فلسفی رہتا تھا، جسے اپنے علم پر بڑا ناز تھا، اور وہ خدا کے بندوں کو بحث و مباحثہ سے بہکا دیتا تھا، وہ غریب نواز کے حضور بھی اسی غرضِ فاسد سے حاضر ہوا۔اس وقت حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کباب بنا بنا کر سلطان الہند غریب نواز کو پیش کرتے جاتے اور خواجہ غریب نواز کھاتے جاتے، ایک کباب اس فلسفی کو مرحمت ہوا–کہ کباب کے حلق سے اُترتے ہی سارا فلسفہ فراموش ہوگیا، بے خودی طاری ہوگئی۔دوسرے کباب سے ہوش و حواس دُرست ہوئے۔وہ کباب دل کے مرض کا اکسیر تھا۔جس نے ملحدانہ خیالات کی جگہ انوارِ ربانی دل میں اُتار دیے اور اس فلسفی کو انسان کامل بنا دیا، یہ بزرگ درویشِ کامل ہوئے، جو اُس نواح میں مولانا ضیاء الدین کے نام سے مشہور ہیں۔

خواجہ غریب نواز کا ورود ہندستان میں

خواجہ غریب نواز مع اپنے ہم راہیوں کے بلخ سے چل کر غزنی تشریف لائے، یہاں

www.muftiakhtarrazakhan.com

حضرت سیدی عبدالواحد غزنوی سے ملاقات کی، پھر غزنی سے مع ان چالیس رفقا کے لاہور تشریف لائے اور لاہور میں حضرت مخدوم علی داتا گنج بخش ہجویری کی خانقاہ میں مقیم ہوئے۔ ہندوستان میں اُس وقت مسلمانوں کا قیام وسکونت لاہور ہی تک ملتا ہے۔ ہندوستان کے مغربی ساحل پر جب غازیِ اسلام محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے حملہ کیا، تو آپ نے سندھ کا سارا صوبہ فتح کرلیا۔ اور اُس صوبہ میں تبلیغ کا مکمل انتظام کیا۔ اور ملتان شریف کو مرکزِ تبلیغ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ عراق وحجاز و شام وغیرہ کے کثیر اکابر اولیا وعلما اور جلیل القدر ساداتِ کرام خاکِ پاک ملتان اور دیگر بلادِ سندھ میں چین کی نیند سو رہے ہیں۔ اور صوبۂ سندھ میں مسلمانوں کی اکثریت انھیں کے قدموں کی برکت سے ہے۔ یقیناً انھیں انوارِ ربانی کی روشنی پنجاب کے صدر مقام لاہور تک پہنچی تھی۔ حضرت مخدوم داتا گنج بخش ہجویری کی خانقاہ اسی ملتانی مرکزِ تبلیغ کی کوئی شاخ ہوگی جس میں حضرت سلطان الہند غریب نواز اُترے تھے۔ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کے حملوں میں بھی اکثر اولیاے کرام بغرضِ تبلیغِ اسلام ساتھ آئے تھے۔ اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں تبلیغ بھی فرمائی ہے۔ مگر جب وہاں مزاحمت ہوئی تو ان مقدس ہستیوں نے بھی جہاد کیا اور راہِ خدا میں شہید ہوگئے۔ چنانچہ ایک ٹکڑی ادنیٰ [مراد مختصر گروہ] اولیاے اُمت کی [جو سلطان محمود غزنوی کے ساتھ آئے تھے] روہیل کھنڈ کے مشہور مقام مدینۃ الاولیاء بدایوں میں شہید ہوئی اور وہ سب آج بھی خاک بدایوں میں آسودہ ہیں۔ اس ٹولی [گروہ] کے سردار حضرت میراں جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ ان کے مزار پُر انوار سے تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر اُن کے ساتھی شہدا کے مزارات پائے جاتے ہیں۔ اس طریقِ دفن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو صاحب جس جگہ شہید ہوکر گرے وہیں دفن کردیے گئے۔ اس سے ملتا جلتا واقعہ سیّد سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے جو بہرائچ میں رونق افروز ہیں۔ یہ تو سلطان کے ساتھی اور اُن کے بھانجے بھی ہیں۔ مگر سلطان محمود کے میدانِ جنگ سے علاحدہ ان حضرات کا جہاد اور ان کی اس اَمر کی پوری شہادت ہے کہ اس مقدس گروہ نے تبلیغ کے مرکز - میدانِ جنگ سے ہمیشہ دور رکھے۔ مگر مشرکینِ ہند کی فتنہ پردازی نے ان تبلیغی مرکزوں کو بھی میدانِ جنگ بناڈالا۔ واقعہ یہ ہے کہ سندھ اور پنجاب میں ہمارے خواجہ غریب نواز کی تبلیغ سے قبل ہی اسلام پھیل چلا تھا اور سندھ و پنجاب کے سوا کسی مسلمان کا کہیں پتا نہیں چلتا۔ اگر ملک کے کسی گوشہ میں اِکّا دُکّا مسلمان ہو بھی تو تاریخی حیثیت سے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

خواجۂ ہند کا ورود دہلی میں

آپ لاہور سے چل کر دہلی پہنچے تو تاریخی روایات سے آپ کے ساتھ ۴۰ر درویشوں کا

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہونا ثابت ہے۔ یہ مقدس گروہ دہلی سے باہر ٹھہرا، دہلی اور مضافات کے ہندو اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوتے۔ ہاتھ خالی آتے اور دامنِ مراد بھر کے جاتے۔ چند ہی روز میں دہلی کی مخلوق بے حد گرویدہ ہو چلی۔ دہلی، اجمیر اور دیگر بلاد وامصار پر اُس وقت پرتھوی راج حکمراں تھا۔ جسے اُس کی ماں نے سلطان الہند غریب نواز کے حلیہ شریف سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور کہہ دیا تھا کہ عن قریب اس حلیہ کا ایک آدمی آئے گا، تیرے حق میں اُس سے تیرا لڑنا تیرے زوالِ سلطنت کا باعث ہوگا۔ رائے پتھورا نے ماں کے بتائے ہوئے حلیہ کی تصویریں تیار کرائیں۔ اور اپنی ساری قلم رو [سلطنت] میں اس حکم کے ساتھ پھیلا دیں کہ اس تصویر والا آدمی جسے ملے اسے گرفتار کر کے ہمارے پاس لائے اور گرفتار نہ ہو سکے تو قتل کر کے اس کا سر ہمارے پاس لایا جائے۔ ہم بہت زَر وجواہر انعام میں دیں گے۔ چنانچہ دلی میں جب گھر گھر خواجہ صاحب کے چرچے ہونے لگے تو حکام سلطنت کو وہ تصویر یاد آئی؛ تصویر ملائی تو وہ آدمی خود- غریب نواز- ثابت ہوئے، اُس وقت سے آپ کی گرفتاری اور قتل کی سازشیں شروع ہوئیں، مگر ناکام رہیں، فوجی دباؤ ڈالا گیا کہ دلی سے چلے جاؤ؛ ورنہ قتل کر دیے جاؤ گے۔ آپ نے دلی سے اجمیر کی تیاری شروع کر دی؛ اور رائے پتھورا سے کہلا دیا کہ: ’’ہم تو دہلی سے اِس رات میں جاتے ہیں کہ پھر بھی آئیں گے مگر تم جب دلی سے جاؤ گے تو پھر کبھی نہ آؤ گے۔‘‘ اور آپ مع تمام ہمراہیوں کے اَناساگر کی پہاڑی پر تشریف لے گئے۔

بادشاہ کی آمد اپنے پایۂ تخت کو

دلی سے چالیس آدمیوں کا مقدس گروہ اجمیر کو روانہ ہوا۔ اجمیر پہنچتے پہنچتے سات سو آدمی ہو گئے۔ اثنائے راہ میں خدا جانے کتنے آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے کہ جو گھروں کو نہ چھوڑ سکے۔ ان کے علاوہ سات سو صرف اُن کی تعداد ہے جو ہم رَکاب تھے۔ یہ سات سو کی تعداد ایک انگریز مؤرخ آرنلڈ کی بیان کردہ ہے جو اس نے اپنی کتاب ’’دعوتِ اسلام‘‘ میں درج کی ہے۔ اجمیر اُس وقت رائے پتھورا کی راجدھانی تھا۔ جو ہندوستان میں سب سے بڑا حکمراں تھا۔ دلی بھی اس کی حکومت کا ایک شہر تھا۔ اس کی حکومت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی حکومت کی وسعت کے سبب سے پرتھوی راج ’’روئے زمین کا بادشاہ‘‘ کہا جاتا تھا اور شہنشاہیت کا دعوے دار تھا۔ گو راجہ جے چند بھی دعوے دارِ شہنشاہیت تھا، مگر اس کی سلطنت اتنی بڑی نہ تھی۔ اب ذرا اس وقت اس ملک کی فضا کو ملاحظہ فرمایے۔ اس وقت کا ہندوستان شمشیر زن بہادر ہندوستان تھا، بڑا متعصب ہندوستان تھا کہ مسلمان کا نام ہی اُس دور میں ’ملکش‘ یعنی ’ملیچ‘ [نیچ] تھا۔ ہندوستان کے باشندے اپنے سوا دُنیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

بھر کو ذلیل اور بزدل سمجھتے تھے۔ایسے وقت میں ہندوستان کا فاتح بغیر ڈھال تلوار لیے ہندوستان فتح کرنے ملک کے اندر تشریف لایا،اس نے ان تمام مادی طاقتوں کی اصلاً پروانہ کی اور بلا تیغ وتبر کے ہندوستان فتح کرنا شروع کردیا۔یہاں کا ٹڈّی دَل اس غریب الوطن پردیسی فقیر کو نہ قتل کرسکا۔بلکہ اس سے اُلجھ کر اپنی [حکومت] بھی کھو بیٹھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان شہاب الدین غوری ایک بار حملہ کرکے شکست کھا چکا تھا،اُسی حملہ میں خود بھی زخمی ہوا تھا۔اس غیرت مند غوری کو جب جوشِ انتقام اُٹھتا تو دوبارہ حملہ کے لیے بے تاب ہوجاتا۔مگر پچھلی شکست کا نقشہ اس کے جوش کو دبا دیتا۔اسی پس وپیش میں تھا کہ ایک روز اُس کے خواب میں ایک بزرگ تشریف لائے۔اور فرمایا کہ ’’اب ہندوستان پر حملہ کردے [ہندوستان] فتح ہوجائے گا‘‘......اس بزرگ کے ارشاد سے جان میں جان آئی،اور سلطان شہاب الدین غوری نے حملہ کی زبردست تیاریاں شروع کردیں،ادھر غریب نواز جیسے ہی اجمیر پہنچے وہاں پبلک اور حکومت دونوں کی طرف سے ایک تلاطم بپا ہوگیا اور اجمیر کی پبلک میں یہ خیالات دفعتاً پھیل گئے کہ یہ وہی فقیر ہے جو ہندوراج کو ختم کردے گا۔دلی میں نہ معلوم کتنے ہندوؤں کا دھرم بگاڑ کر آیا ہے اور راستہ چلتے چلتے جن لوگوں کو بے دھرم کیا ہے وہ سایہ کی طرح ساتھ ہیں،یہاں دیکھیے کیا آفت ڈھائے۔یہاں تو قدم رکھتے ہی تشدد شروع ہوگیا۔چنانچہ اجمیر پہنچ کر جس درخت کے سایہ میں آپ اور آپ کے ساتھی اترے تھے۔وہاں سے......اُٹھا دیا کہ یہاں تم نہیں ٹھہر سکتے،یہاں راجہ صاحب کے اونٹ بیٹھتے ہیں۔آپ نے فرمایا کہ ہم تو اُٹھے جاتے ہیں مگر اونٹ بیٹھے ہی رہیں گے۔ آپ مع اپنے تمام جاں نثاروں کے اناساگر کی پہاڑی پر جا ٹھہرے جو اب اجمیر شریف کی آبادی سے ملحق ہوگئی ہے۔خواجہ غریب نواز کا چلّہ بھی وہیں ہے،جو زیارت گاہِ زائرین ہے۔راجہ کے اونٹ وقت پر آئے اور درخت کے سایہ میں بیٹھ گئے مگر دوسرے روز صبح کو کوئی اونٹ اُٹھنے کا نام نہیں لیتا۔ساربانوں نے مارا بھی۔سب جتن کر ڈالے مگر ایک اونٹ بھی نہ اُٹھا تو سارے ساربان اناساگر کی پہاڑی پر حاضر خدمت ہوئے اور آپ سے معافی چاہی۔آپ نے فرمایا کہ جاؤ اونٹ اُٹھ گئے۔اب جو لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اونٹ واقعی اُٹھ بیٹھے۔اس واقعہ سے مشرکینِ اجمیر پر ہیبت طاری ہوگئی۔

اناساگر پر پجاریوں کا حملہ

خواجہ غریب نواز کے قیام سے اناساگر کی پہاڑی اذان واقامت اور ذکر وشغل سے ہر وقت گونجنے لگی،چوں کہ اناساگر تال [تالاب] کے کنارے چاروں طرف مندر ہی مندر تھے۔اس

www.muftiakhtarrazakhan.com

لیے یہ بات ہندوؤں پر، خصوصاً پجاریوں پر زیادہ شاق تھی، وہ کبھی اس خدا والے گروہ کے قتل کا مشورہ کرتے، کبھی نکال دینے کے ارادے کرتے۔ بالآخر ایک دن تمام پجاری اور اس کے مددگار ہندو مسلح ہوکر آ ہی گئے۔ اُس وقت آپ اور آپ کے ساتھی شکار کیے ہوئے گوشت کے کباب کھا رہے تھے۔ آپ نے جو اس جماعت کو اس طرح آتے دیکھا ایک مٹھی خاک اُن کی طرف پھینکی وہ سب کے سب مبہوت ہوگئے، حواس جاتے رہے، جب ہوش میں آئے تو شرمندہ ہوکر واپس گئے۔

اناساگر ایک لوٹے میں

اناساگر تال اُس وقت ایک بڑا محلِ نزاع بنا ہوا تھا کہ اُس کے چاروں کناروں پر ہر طرف ہندوؤں کے مندر تھے۔ اور مسلمانوں کا اس تالاب میں ہر وقت وضو و غسل کرنا اور ہر کام کے لیے بلا تکلف اس کا پانی استعمال کرنا مشرکین کو کسی طرح گوارا نہ تھا۔ آخر اس معاملہ نے بھی ایک روز جھگڑے کی صورت اختیار کر لی تو آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ تالاب کا پانی لوٹے میں لے آؤ۔ خادم نے اس بار جو لوٹا بھرا تو سارا اناساگر لوٹے میں آگیا، تالاب میں ایک قطرہ نہ رہا، پجاریوں کو پانی کی تکلیف محسوس ہوئی تو معافی مانگنے پر مجبور ہوئے۔ سب نے حاضرِ خدمت ہوکر معافی مانگی۔ پانی کا لوٹا تالاب میں لوٹ دینے کا حکم ہوگیا۔ جوں ہی لوٹے کو اُلٹا گیا کہ اناساگر اپنی اُسی آن بان سے لہریں لینے لگا۔ سبحان اللہ!

مشرکینِ اجمیر کی فیصلہ کن تیاریاں

مشرکینِ اجمیر کی حالت مشرکینِ عرب سے ملتی جلتی تھی، نہ وہ اعجازِ سرکار رسالت [صلی اللہ علیہ وسلم] پر ایمان لائے نہ یہ ایسی کھلی کرامتیں دیکھنے کے بعد اپنے مذہب سے ہٹے، بلکہ اناساگر کے لوٹے میں سما جانے کی زندہ کرامت نے اُن میں مخالفت کی آگ اور زیادہ بھڑکا دی۔ اب وہ ایک فیصلہ کن جنگ اور آخری مقابلہ کی تیاری کرنے لگے۔ انھوں نے سادھوؤں اور جادوگروں کو جمع کیا اور رائے پتھورا کو بھی خوب اُبھارا اور حق و باطل کی ساری کہانی ان سب کو سنائی۔ اور ان سے یہ خواہش ظاہر کی کہ جس طرح ممکن ہو ان ملکشوں کے گروہ کو یہاں سے نکال دو۔

حریف سادھو دامنِ خواجہ میں

ان میں سب سے پہلے سادھو نے پیش قدمی کی۔ اور آپ کو اناساگر سے نکالنے آیا۔ جس وقت سامنے آیا تو ہیبتِ حق نے اُس کی زبان بند کر دی۔ کچھ دیر تو اس کی زبان میں قوتِ گویائی ہی نہ رہی۔ بالآخر اُسے مسلمان ہونا پڑا۔ یہ بزرگ اسی نواح میں آج بھی 'سعدی دیو' کے نام سے مشہور

www.muftiakhtarrazakhan.com

ہیں، ان کے مشرف بہ اسلام ہونے سے اجمیر کی آبادی میں اسلام پھیلنے لگا۔ لوگ جلد جلد مشرف بہ اسلام ہونے لگے، اس واقعہ سے مخالفت کی آگ اور بھڑک گئی۔

جادوگروں کا حملہ خواجہ غریب نواز پر

راجہ نے خود جادوگروں کو تیار کیا کہ وہ جادو کے زور سے اس گروہ کا خاتمہ کردیں۔ اس دور میں ہندوستان کا جادو ایک بے مثال قوت سمجھا جاتا تھا، اور اس کا سب سے بڑا ماہر راجہ کا ایک رشتہ دار اجے پال نامی جادوگر تھا۔ اسے اور تمام جادوگروں کو راجہ نے طلب کیا اور اُن سب کو اُبھارا اور غیرت دلائی کہ ملکش سارے دھرم کا ناش کریں اور تم دیکھا کرو، کس دن دھرم کے کام آؤگے۔ اجے پال جادوگروں کو لے کر چلا اور اس گروہ کو فنا کردینے کا رائے پتھورا کو پورا اطمینان دے چلا۔ وہ اپنے گروہ کے آگے آگے جھومتا جھامتا غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اس وقت ساری شہری آبادی بھی ان جادوگروں کے ساتھ تھی۔ آپ نے ان جادوگروں کو آتا دیکھ کر زمین پر اپنی انگشت مبارک سے ایک بڑا سا حلقہ کھینچ دیا۔ کوئی اسمِ اعظم بھی پڑھا۔ اور اپنے ساتھیوں کو حکم دے دیا کہ اس حلقہ سے باہر قدم نہ رکھیں۔ اجے پال یہاں تک آنے میں راستہ میں سات بار تو اندھا ہوا۔ اور ہر بار جادو کے زور سے اُس نے روشنی حاصل کی، جب قریب آ گیا تو اُس نے آسمان سے پتھر برسائے۔ اور پہاڑوں کی چٹانیں اس گروہ پر پھینکیں، سانپ، بچھو برسائے۔ اُس نے یہ سب کچھ کیا مگر یہ سب بلائیں خواجہ غریب نواز کے کھینچے ہوئے حلقہ سے باہر ہی نازل ہوتی رہیں۔ انگشت پاک کے بنائے ہوئے فولادی حصار کو نہ توڑ سکیں۔ اس پر اجے پال کے غصہ کی کوئی انتہا نہ رہی، زبان بے قابو ہوگئی۔ اول فول بکنے لگا، کہنے لگا کہ اگر اپنی جان عزیز ہے تو فوراً یہاں سے چلے جاؤ، اجے پال میرا نام ہے، تم اگر نہ گئے تو میں پہاڑی اُلٹ دوں گا۔ سب کے سب سُرمہ ہو جاؤ گے۔ اُس کی اِس بکواس پر ہمارے خواجہ غریب نواز مسکرا دیے۔ اللہ رے اطمینانِ قلب۔ کہ دشمنوں کی دُنیا میں چند پردیسی نفوس خدا کے بھروسہ پر بیٹھ گئے ہیں تو کسی طرح سے نہیں اُٹھتے۔ نہ کسی شیطانی طاقت سے جھپکتے ہیں۔ قتل کے ارادہ سے پبلک آئی۔ ہندوستان کی مایۂ ناز طاقت یعنی۔ جادو کی قوت۔ اس وقت مدمقابل ہے کہ پتھر تو پتھر پہاڑوں کی چٹانیں تک فضائے آسمانی تک بلند ہو کر اسی طرف کو اُتر رہی ہیں۔ سانپ، بچھو گر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں مگر ایک خدا کے ماننے والے کروڑوں معبودانِ باطلہ سے بھی نہیں جھکتے، ان کے بے شمار پجاریوں سے کیا ڈریں گے۔ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے یہ سب کچھ تماشا

دیکھا مگر کسی کو ذرّہ برابر بھی ہراس نہ ہوا۔ تو اجے پال نے اپنا رعب بٹھانے کے لیے ہرن کی کھال آسمان کی طرف پھینکی، وہ اُڑنے لگی تو خود اُچھل کر اُس پر جا بیٹھا۔ اور ایسا اُڑا کہ نگاہوں سے غائب ہو گیا۔ خواجہ غریب نواز نے اپنی جوتیوں کو حکم دیا کہ اجے پال کو اُتار لاؤ۔ جوتیاں فوراً اُڑیں اور وہ بھی غائب ہو گئیں کچھ ہی دیر گزری تھی کہ آسمان کی بلندی سے وہ اُترتا نظر آیا اور جوتیاں اُس کے سر پر پڑ رہی تھیں ۔ یہاں تک کہ جوتیوں نے اُسے سامنے لاکر رکھ دیا؛ وہ نادم ہو کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ معافی کے خواستگار ہوئے۔ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ [ان کی] بیعت ہوئی۔ خواجہ غریب نواز کی خدمت میں رہتے رہے۔ ایک بار آسمانوں کی سیر کے خواہش مند ہوئے۔ خواجہ غریب نواز کی ایک نگاہِ کرم نے زمین کی پستیوں سے نکال کر ایسی آسمانوں کی سیر کرائی کہ دُنیا سے سیر کر دیا۔ اور –اہل اللہ– کے گروہ میں شامل ہو گئے، یہی حضرت ہیں جو اس نواح میں –عبداللہ بیابانی– کے نام سے مشہور ہیں۔ اور اس نواح کے ہندو؛ مسلمانوں میں یہ بہت مشہور بات ہے کہ اس ریگستان میں جب کوئی راستہ بھول جاتا ہے تو وہی راہ بتاتے ہیں۔ ایسے وقت میں اس ریگستان کا بھٹکا ہوا انسان ایک عجیب چیستان بول کر انھیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے وہ یہ ہے۔ ’’عبداللہ بیابانی بھوکے کو روٹی پیاسے کو پانی، جنگل جنگل ابادانی‘‘ جہاں یہ کہا اور کسی نہ کسی طرف سے کوئی بوڑھا شخص نمودار ہوا؛ جو راستہ بتا کر غائب ہو گیا۔ یہ خدمتِ خلق آج تک اُن کا طرۂ امتیاز بنی ہوئی ہے۔

اب وہ وقت آ گیا کہ اجمیر شریف کی آبادی میں بھی خواجہ صاحب کے فدائیوں کی ایک کثیر جماعت ہو گئی تو سعدی [سابق سادھو] اور عبداللہ بیابانی [سابق اجے پال جادوگر] نے عرض کیا کہ اے غریب نواز! اب تو کوئی آرام کا مکان رہنے کے لیے تلاش کر لینا چاہیے۔ ہمارے خواجہ غریب نواز نے یہ رائے پسند فرمائی اور یہ کام سعدی اور محمد یادگار کے سپرد کیا۔ چنانچہ یہ دونوں صاحب آئے اور سعدی صاحب نے اپنے مکانات دکھائے، جو محمد یادگار صاحب نے بھی پسند کیے اور حضور غریب نواز ان دونوں صاحبوں کی عرض پر یہیں تشریف لے آئے۔ آج خواجہ غریب نواز جس زمین پر آرام فرما رہے ہیں یہ انھیں سعدی صاحب کے مکان کا ایک حصہ ہے۔ اب تو خواجہ غریب نواز رائے پتھورا کے سر پر رونق افروز ہیں۔ اور –برسرِ کفر میخ اسلام است– کے جلوے دکھا رہے ہیں۔ ہمارے خواجہ غریب نواز کے ساتھ نہ فوج تھی، نہ سامانِ جنگ تھا، نہ تلوار چلائی، نہ لڑائی کی نوبت آئی، مگر رائے پتھورا [پرتھوی راج] کی سلطنت اس مقدس بزرگ ہستی کے ہاتھوں زوال پذیر ہو گئی۔

پرتھوی راج کو دعوتِ اسلام

ہمارے خواجہ غریب نواز نے رائے پتھورا کو اِن الفاظ سے دعوتِ اسلام دی کہ حلقہ

بگوش اسلام ہو جاؤ تو سلطنت بھی رہے اور مرنے کے بعد بھی آرام ملے۔ اِس پیغام سے راجہ کا غصہ اور تیز ہو گیا اور اُس نے نومسلموں پر جبر وتشدد شروع کر دیا تو خواجہ غریب نواز نے راجہ کو لکھا کہ جس خدا نے تمھیں راجہ بنایا اسی خدا نے یہ غریب مخلوق پیدا کی ہے؛ انھیں پریشان نہ کرو، اس کے جواب میں راجہ نے لکھ بھیجا کہ تم ایک ہفتہ میں اجمیر خالی کر دو۔ اس کے خط کو خواجہ غریب نواز نے چاک کر ڈالا۔ اور زبان سے یہ فرمایا کہ ''رائے پتھورا کو گرفتار کر کے اسلامی فوج کے حوالے کر دیا اور اجمیر سے ہمیشہ کے لیے نکال دیا۔'' ...... چنانچہ ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء میں سلطان شہاب الدین غوری کا حملہ ہوا۔ پرتھوی راج کو شکست ہوئی اور پرتھوی راج کو میدانِ جنگ ہی میں اسلامی فوج نے گرفتار کر کے سلطان کے سامنے پیش کر دیا۔

غریب نواز نے غلام کو بادشاہ اور بادشاہ کو غلام بنا دیا

سلطان شہاب الدین نے اپنے غلام قطب الدین ایبک کو تختِ دہلی پر بٹھایا اور پرتھوی راج کو انھیں قطب الدین ایبک کی جگہ اپنے غلاموں کے زُمرہ میں لیا۔ اے رب! میں تیری قدرتِ کاملہ کے قربان؛ تو نے اپنے خاص بندوں کو یہ طاقت دی تھی کہ وہ چشمِ زدن میں غلام کو بادشاہ اور بادشاہ کو غلام بنا دیتے تھے۔ قارئین کو سطورِ بالا دیکھنے سے یہ پتا چل گیا ہوگا کہ رائے پتھورا کو جب کہ وہ تخت وتاج کا مالک تھا، اسلامی فوج کے ہاتھ قید ہو جانے کا حکم کس نے دیا تھا، اس میں بھی اس برگزیدہ ہستی کا کھلا ہوا ہاتھ تھا دُنیا آج جسے خواجہ غریب نواز کے پیارے نام سے یاد کرتی ہے۔ خدا کے محبوب اس کی طویل وعریض سلطنت کے کارگزار ہیں، انھیں کے ہاتھ سے غلاموں کو بادشاہی ملتی ہے اور وہی بادشاہوں کو غلام بنا دیتے ہیں۔ انھیں کی بدولت آسمان سے بارش اُترتی ہے اور زمین سے پھل پھول دانے اُگتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ...... جو خدا کا ہو گیا، خدا اس کا ہو گیا- اور جب خدا ہی اس کا ہو گیا تو خدائی اس کی محکوم ہو گئی۔

سلطان شہاب الدین کی حاضری دربارِ خواجہ میں

سلطان شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ جب دہلی پر قابض ہو گئے تو وہاں چند پریشاں حال مسلمان شہری بھی ملے، وہ اس کفرستان میں مسلمانوں کو دیکھ کر سخت متعجب ہوئے کہ یہاں تک اسلام کیسے آیا؟ اُن مسلمانوں نے بتایا کہ یہاں ایک مسلمان بزرگ قیام کر گئے ہیں وہ یہاں سے نعمتِ اسلام بانٹتے اجمیر تک چلے گئے ہیں اور اب وہیں رونق افروز ہیں۔ سلطان پکا مسلمان تھا،

www.muftiakhtarrazakhan.com

اُسے شوقِ زیارت کشاں کشاں اجمیر لے آیا، حاضرِ دربارِ خواجہ ہوا۔ آپ کو دیکھ کر اُسے اپنا خواب یاد آیا کہ انھیں بزرگ نے خواب میں مجھے ہندوستان پر حملہ کرنے کا حکم دیا تھا اور فتح کی اُمید دلائی تھی۔ پھر تو سلطان شہاب الدین کی عقیدت مندی انتہا کو پہنچ گئی۔

سلطان قطب الدین ایبک کی خاص توجہ اجمیر پر

سلطان قطب الدین ایبک نے جب عنانِ حکومت ہاتھ میں لی تو دارالخیر اجمیر کی حفاظت کے لیے ایک دستہ فوج کا متعین کیا۔ اور سید حسن خنگ سوار جو شہابی لشکر کے ایک ممتاز فوجی افسر تھے انھیں قلعہ دار بنا کر یہ دستۂ فوج ان کی کمان میں دیا۔ یہ حضرت خنگ سوار امام علی رضا رضی اللہ عنہ کی اولاد امجاد میں سے ہیں۔ رضوی سید ہیں۔

خواجہ غریب نواز کا پہلا نکاح

خواجہ غریب نواز کی صحبت میں علاوہ شہریوں کے اسلامی فوج کے سپاہی اور افسر بھی نظر آنے لگے۔ خصوصاً خنگ سوار صاحب کا دربارِ خواجہ میں بھی بڑا دور دورہ تھا؛ حتیٰ کہ جب ہمارے پیارے خواجہ کو دربارِ رسالت سے ادائے سنتِ نکاح کا حکم ملا تو خواجہ غریب نواز نے اپنا پہلا نکاح انھیں خنگ سوار صاحب کی چچازاد بہن سے کیا، جن کا نام نامی بی بی عصمت اللہ [سیدی وجیہ الدین مشہدی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحب زادی ہیں، جو میراں سید حسین خنگ سوار شہید تارا گڑھ کے حقیقی چچا تھے] ہے اور اپنے خلفا اور مریدین کو بھی ادائے سنتِ نکاح کی ہدایت فرمائی، جسے حکم ہوتا گیا ہے وہ نکاح کرتا گیا۔

ہندوستان کی تبلیغی مہم

خواجہ غریب نواز کو اب اپنے غریب جاں نثاروں کے جان و مال کی طرف سے اطمینانِ کلی حاصل ہو چکا تھا۔ اب آپ نے ہندوستان کی باطنی حکومت کی طرف توجہ فرمائی، یعنی اپنے خلفا اور مریدین کو تبلیغِ دین کے لیے ہندوستان کے مختلف شہروں میں بھیجا۔ چنانچہ آپ نے خلیفۂ اعظم حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو دہلی جانے کا حکم دیا اور حضرت شیخ حمید الدین کو ناگور روانہ فرمایا۔ اور جو، جو۔۔ جس جس مقام کے لیے موزوں مناسب تھا، اُسے وہیں بھیجا۔

یہ تھا وہ سلسلۂ تبلیغ جو ہندوستان کے طول و عرض میں پھیل گیا، اور سارے ہندوستان پر چھا گیا۔ آج ہندوستان کی دس کروڑ مسلم آبادی [۱] انھیں حضرات کا تبلیغی کارنامہ ہے۔ وہ چند جاں

---

[۱] ۲۰۱۱ء کے سروے میں مسلم آبادی ملک کی کل آبادی کا 14.6% تھی، جو 17.7 کروڑ ہوتی ہے۔ جو اب اور زیادہ ہو چکی ہے،

www.muftiakhtarrazakhan.com

نثار جنھیں ہمیشہ اپنے پاس رکھا وہ حسبِ ذیل ہیں:

خواجہ سید فخر الدین۔مولانا احمد۔شیخ محمد یادگار۔شیخ نظام۔شیخ عبداللہ۔رضی اللہ عنہم

۶۰۷ھ مطابق ۱۳۱۰ء میں سلطان قطب الدین ایبک کا انتقال ہوگیا۔مشہور تو یہ ہے کہ اسی شب میں بعض راجگان نے تاراگڑھ کے قلعہ پر شب خون مارا۔مسلمان بالکل غافل تھے۔سب کے سب شہید ہوگئے۔ان میں حضرت میراں سید حسین خنگ سوار بھی شہید ہوگئے۔یہ ہیں وہ بزرگ ہستیاں جن کی زیارت کو آج بھی لاکھوں زائرین تاراگڑھ چڑھتے ہیں۔اور وہاں کی حاضری اپنے لیے باعثِ سعادت جانتے ہیں۔صبح کو جب علم ہوا تو شہری مسلمان تاراگڑھ گئے،کفار رات ہی میں فرار ہو چکے تھے، ہمارے خواجہ غریب نواز بھی تاراگڑھ تشریف لائے اور شہدائے کرام کو دفن کر کے واپس ہوئے۔

خواجہ غریب نواز کے دو نکاح

خواجہ غریب نواز کے دو نکاح ہوئے اور دونوں بیویوں سے اولاد ہوئی۔ایک میراں سید حسین صاحب خنگ سوار شہید تاراگڑھ کی چچا زاد بہن حضرت بی بی عصمت اللہ سے؛دوسری حاکم قلعہ ملک خطاب کی پیش کردہ لڑکی سے جو کسی راجہ کی صاحب زادی تھیں۔اور کسی جنگ میں قید ہوئی تھیں۔انھیں ملک خطاب نے حاضر کیا تھا۔خواجہ غریب نواز نے انھیں مشرف بہ اسلام کیا اور امۃ اللہ نام رکھا اور اپنے نکاح میں لیا۔بی بی عصمت اللہ سے دو صاحب زادے:سیدی حضرت خواجہ فخر الدین اور سیدی حضرت خواجہ حسام الدین اور ایک صاحب زادی حافظہ بی بی جمال صاحبہ۔رضوان اللہ تعالیٰ علیہم۔پیدا ہوئے۔اور دوسری بی بی امۃ اللہ سے حضرت خواجہ ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ہوئی۔جو ابدال کے درجہ تک فائز ہوئے۔

انجام خدمت اور خواجہ غریب نواز کی رحلت

جب ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت مستحکم ہوگئی اور ہمارے خواجہ غریب نواز کے برادرانِ طریقت اور خلفاے کرام کی بدولت اسلام کی نوری شعاعیں ہر طرف خوب پھیلنے لگیں تو آپ کو اپنے کام سے فرصت ہوگئی،اب سفرِ آخرت کی تیاری میں مصروف ہوگئے،یعنی عبادت و ریاضت میں محویت بڑھتی چلی گئی۔اکثر اوقات حجرہ شریف میں تنہا رہتے،کسی کو باریابی کی اجازت نہ ہوتی،جب کبھی باہر تشریف لاتے تو حاضرین کو کوئی نہ کوئی وصیت ہی فرماتے،کہ چھٹی رجب کی شب میں صبحِ کاذب تک ذکر و شغل کی آواز خدامِ والا نے حسبِ معمول سُنی اور اس کے بعد وہ آواز بند ہوگئی۔جب معمول کے خلاف صبحِ صادق کے وقت بابِ عالی نہ کھلا تو فکر ہوئی،دستکیں دیں تو کوئی

www.muftiakhtarrazakhan.com

جواب نہ ملا، بالآخر دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ آپ کا جسدِ پاک یہاں ہے، مگر روحِ خواجہ ملاءِ اعلیٰ کی سیر میں مصروف ہے۔ اور نورانی پیشانی پر سبز حروف میں بہت روشن لکھا ہوا ہے:

هٰذا حَبیب اللّٰه مات فی حب اللّٰه [ترجمہ: یہ خدا کا دوست ہے اسی کی محبت میں جاں بحق ہوا۔] **انا للّٰہ و انا الیه راجعون.**

ربُ العزت کی عادتِ کریمہ ہے کہ جب کسی اہم خدمت کے انجام دینے کو اپنے کسی محبوب کا انتخاب فرماتا ہے تو اُسے دُنیا میں پیدا فرماتا ہے اور ابتدائے آفرینش سے اس کے عادات و اخلاق میں جاذبیت رکھ دیتا ہے جو اس کے روشن مستقبل کا پتا دیتی ہے۔ جب وہ محبوب بندہ سنِ شعور کو پہنچتا ہے تو رفتہ رفتہ اس میں اس خدمت کی اہلیت بھی پیدا کر دیتا ہے۔ اب وہ خدمت اس بندہ کے سپرد فرمائی جاتی ہے۔ یہ بندہ روزِ اول سے اہم خدمت کی انجام دہی کے لیے ایسا درپے ہوتا ہے کہ اپنے دن رات ایک کر دیتا ہے، اس کی ساری دل چسپیاں ہر طرف سے سمٹ کر اس حکمِ اَحکم کی تعمیل میں آ جاتی ہیں، اس محبوب بندہ کا کھانا پینا صرف قوتِ عمل باقی رکھنے کے لیے ہوتا ہے، اور کپڑا پہننا ستر ڈھکنے کے لیے۔ اسے اپنے کام سے کام ہوتا ہے اور اس کا مقصدِ حیات صرف اس خدمت کا انجام دینا ہوتا ہے، جو رب کریم نے اُس کے سپرد فرما دی ہے۔ پھر وہ خدمت جب انجام کو پہنچ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے اس محبوب کو دنیا کی کش مکش میں نہیں چھوڑتا، اسے اپنے پاس بُلا لیتا ہے، اور اُس کے مرتبے بے حد بُلند فرما دیتا ہے، انھیں لوگوں کے لیے ہیں جنت کے حور و قصور اور اس کی ساری لذیذ و نفیس نعمتیں کہ جن کی نسبت رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: **لا عین رأت و لا اذن سمعت و لا خطر علیٰ قلب بشر** کہ جنت جیسی نعمتیں نہ آج تک کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی دل میں ان کا خطرہ گزرا۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک، انبیاے کرام کے ساتھ اور بعدِ ختمِ نبوت صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ عظام، شہداے کرام، اولیاے امت، علماے امت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ یہی معاملہ ہوتا چلا آیا ہے۔

ہمارے خواجہ غریب نواز کی بھی وہ محترم ہستی تھی جو ہندوستان میں ایک دینی اہم خدمت انجام دینے کو سنجر میں پیدا کی گئی۔ اور ماں باپ کا سایہ بچپن ہی میں اُٹھا لیا گیا کہ جدِ کریم کی سنت بھی ادا ہو جائے، اور ان کے پاک دل میں تحصیلِ علمِ دین کا شوق ودیعت کیا گیا، اور علمِ باطن کی تکمیل حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے کرا دی گئی، اس کے بعد انھیں اِک غیر محسوس کشش سے حجاز بلایا گیا

www.muftiakhtarrazakhan.com

اوران کے جدِ کریم کی مبارک زبان سے کہلا دیا گیا کہ: معین الدین تم معینِ دین ہو، ہندوستان جاؤ اور ہمارے دین کی مدد کرو، یہ خدا کا حکم تھا، اس کے برگزیدہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے خواجہ کے کان تک پہنچا، پھر کیا تھا ہمارے خواجہ خوش خوش ہندوستان تشریف لائے اور جن جن پیر بھائیوں کی قسمت میں یہ سعادت تھی وہ بھی ہم راہ ہو گئے ۔ ہندوستان ایک اجنبی ملک ، غیر مانوس زبان ، وحشی دُنیا، جہاں کے لوگ کروڑوں معبودانِ باطلہ کے پجاری مگر حکم یہ کہ ان پیڑ پتھر آگ پانی پوجنے والوں کو خدائے واحد کا پرستار بنادو۔ ان کے دِلوں سے بتوں کی عزت وعظمت کو نکال دو، جو صدیوں سے ان کے دلوں میں راسخ ہوتی چلی آئی ہے۔ ہمارے خواجہ غریب نواز نے اپنا کام شروع کر دیا۔ اِس دوران میں مصیبتوں کے سیلاب بار ہا سمندر کی لہروں کی طرح اُمڈے، اور آندھیوں کی طرح اُتر گئے، مگر آپ کے عزم واستقلال میں سرِ مو فرق نہ آیا۔ ہر آنے والی مصیبت کو بخوشی خاطر برداشت فرماتے رہے۔ ع

آنچہ از دوست می رسد نیکو است

اس دینی خدمت کو زندگی بھر کے لیے آپ نے اپنا مقصدِ حیات بنالیا تھا، وہ دیکھنے کو اِسی دُنیا میں رہے مگر دُنیا کے لطف ولذت سے بالکل الگ تھلگ رہے، گویا اس دُنیا میں رہتے ہی نہیں۔ جب وہ دن آیا کہ خداوند عالم کی مدد سے دین کے انوار ہندوستان میں پھیل گئے اور آپ کی اسکیم [تدبیر] کامیاب ہوگئی تو آپ نے رختِ سفر باندھا، اور آخرت کے لیے تیار ہوگئے۔ طلبی پر شادوخرم چل دیے۔ اور اِس لوحِ ہستی پر ایسا نہ مٹنے والا نقش بنا گئے جو آج سات سو [۷۰۰] برس گزرجانے پر بھی فراموش نہ ہوسکا، اور ایسے ایسے سات ہزار بلکہ سات لاکھ برس بھی ہو گزریں تب بھی فراموش نہ ہوگا، بفضلِ رب اب بھی زندہ ہیں اور آئندہ بھی زندہ رہیں گے ؎

ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوامِ ما

ان کی حیات بعد الوصال ایسی مکمل حیات ہے کہ وائسرائے ہند لارڈ منٹو کو اپنی حاضریِ دربارِ خواجہ کے تذکرہ میں باوجود عیسائی اور قابل سائنس داں ہونے کے یہ لکھنا پڑا:

As a matter of fact here is the resting place of the living ruler of India.

[ترجمہ] درحقیقت یہ قبر آرام گاہ زندہ حاکمِ ہندوستان کی ہے۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

والفضل ماشهدت به الاعداء

جب حجرہ شریف کھلا اور آپ کی رحلت کی خبر شہر میں پھیلی تو دارالخیر اجمیر اِک ماتم کدہ بن گیا، لوگ آ آ کر آستانہ پر جمع ہونے لگے۔ تجہیز و تکفین کا انتظام ہو۔ خدامِ والا نے غسل دیا اور کفنایا اور آپ کے بڑے صاحب زادے حضرت مولانا سید فخر الدین[۱] صاحب نے نمازِ جنازہ پڑھائی، اور وہ بارگاہِ رسالت کی بھاری امانت اسی حجرہ میں سپردِ خاک کر دی گئی جس میں آپ مصروفِ عبادت رہتے تھے۔

خواجہ سید فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

[جو خواجہ عثمان ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے خواجہ غریب نواز کے ساتھ ہندوستان آئے] کاظمی سید ہیں، علاوہ خاندانی خواجہ ہونے کے ہمارے خواجہ غریب نواز نے بھی انھیں خلافت عطا فرمائی ہے۔ اس شان کے بزرگ ہیں کہ ہمارے خواجہ غریب نواز نے بارہا ان پر فخر فرمایا ہے۔ یہ بزرگ حضور غریب نواز کے ارشادات قلم بند فرمالیا کرتے تھے۔ ۲۶/رجب ۶۴۲ھ میں آپ نے وفات پائی اور اپنے مخدوم خواجہ کے پہلو میں گنبد شریف کے ایک حجرہ میں دفن ہوئے، ان کے بعد ان کی اہلیہ گنبد شریف کے دوسرے حجرہ میں دفن ہوئیں۔ حضرت خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ موجودہ خدام سید زادگان کے مورثِ اعلیٰ ہیں۔ جب تک آپ کی زندگی نے وفا کی خدمتِ مزار شریف خواجہ صاحب کرتے رہے اور آپ کے بعد نسلاً بعد نسلٍ آپ کی اولاد آج تک خدمتِ مزارِ خواجہ کرتی چلی آ رہی ہے۔ مجھے بھی آپ کی اولاد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ میرا سلسلۂ نسب آپ تک ۱۶/واسطوں سے پہنچتا ہے۔

مؤلف کتاب ہٰذا — سید حسین علی۔ ابن سید صدیق علی۔ ابن سید لعل محمد۔ ابن سید زماں بخش۔ ابن سید میوات علی۔ ابن سید عاشور علی۔ ابن سید شکر اللہ۔ ابن سید فیض اللہ۔ ابن سید محبّ اللہ۔ ابن سید مٹھا۔ ابن سید عیدا۔ ابن سید دانیال عرف دان۔ ابن سید محمد۔ ابن سید مصطفیٰ۔ ابن سید مسعود۔ ابن سید وجیہ الدین۔ ابن سید بہلول۔ ابن حضرت سید خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین — یہ حضرت خواجہ سید فخر الدین صاحب خلیفہ و برادرِ طریقت حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں۔ یہ شجرہ ۴/ سے ۱۷/ تک بیاضِ مصدقہ بزرگان سے ثابت ہے۔ یہ

---

[۱] ان صاحب زادے کا نام اپنے خادم خواجہ سید فخر الدین کے نام پر رکھا، جو خدام کے مورثِ اعلیٰ ہیں، ملحوظ رہے کہ فخر الدین نام کے دو بزرگ ہیں۔ ایک فرزندِ خواجہ صاحب و دوسرے خادمِ خواجہ صاحب۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

شجرہ ایک سے۱۰؍تک گورنمنٹ ریکارڈ سے بھی ثابت ہے۔اور ۹؍سے ۱۱؍تک کی ایک بیع نامہ [مؤرخہ ۱۰۶۸ء] سے تائید ہوتی ہے۔یہ بیع نامہ سلطان عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ہوا ہے۔

ہمارے خواجہ غریب نواز کی رحلت کے بعد ان کی اولاد امجاد اجمیر شریف سے منتقل ہو گئی۔البتہ خدامِ والا نے بعد کی ساری مصیبتیں اُٹھائیں اور سب تکلیفیں بطیّب خاطر برداشت کیں مگر آستانۂ عالیہ کا چھوڑنا کسی طرح گوارا نہ کیا۔

خواجہ غریب نواز نے جو سلسلۂ تبلیغ کہ مختلف بلاد وامصار میں اپنے برادرانِ طریقت اور خلفا ومریدین کے ذریعہ سے شروع کرایا تھا، اس کی نوعیت مرکزی تھی، گویا چند بڑے مرکزِ تبلیغ سلطان الہند غریب نواز نے قائم فرمادیے تھے۔مگر تبلیغی دوروں کے نظم کا سلطان الہند غریب نواز کے دور میں ثبوت نہیں ملتا۔بہت ممکن ہے کہ ان تبلیغی دوروں پر سید خواجہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مامور کیا گیا ہو، جو خواجہ غریب نواز کی خدمت میں رہنے کے سبب سے آپ کی حیاتِ ظاہر میں اجمیر شریف سے باہر نہ گئے۔اور آپ کے وصال کے بعد سید خواجہ فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تبلیغی دورے شروع کیے۔آپ جب تک اجمیر شریف رہتے خدمتِ مزارِ خواجہ کرتے اور باہر جاتے تو تبلیغ فرماتے۔آپ کے وصال کے بعد آپ کی اولاد (خدام) نے تبلیغی دوروں کا سلسلہ مدت تک قائم رکھا۔جس سے آفتابِ اسلام کی شعاعیں اکثر بلا دِراج پوتانہ ومالوہ میں پھلیں۔اس سلسلہ میں سید شکر اللہ صاحب خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں کہ ان کی جدوجہد کا ایک نمونہ علاقۂ مالوہ ریاست گوالیار، ضلع مندسور میں تقریباً ۳۰؍گاؤں ہیں، جو ان کے دستِ کرم پر مشرف بہ اسلام ہوئے ہیں۔آج تک وہ لوگ خود کو اجمیری ہی کہتے ہیں۔ان دیہاتوں میں ہم خدامین کے سال بہ سال بلانے کی رسم جاری ہے۔اور ہم خدام سے ان کی وابستگی آج تک بدستور قائم ہے۔

والیانِ ریاست کی نیابت دربارِ خواجہ میں

والیانِ ریاست ودیگر حضرات نے اپنے توسل کا ذریعہ مدت سے ہم خدام کو بنا رکھا ہے، جو نسلاً بعد نسلٍ چلا آرہا ہے۔یہاں تک کہ اس میں وراثت کا بھی پورا لحاظ رکھا جاتا ہے۔اور ان خدام کو اسی بنا پر–وکیل–کہا جاتا ہے۔چنانچہ گلشن آباد، ریاست جاورہ کا وکیل میں ہوں۔اور یہ وراثت مجھے اپنی ننہال سے وراثتاً پہنچی ہے۔اس ریاست کے سابق وکیل سید امیر اللہ صاحب مرحوم تھے، ان کے کوئی اولادِ نرینہ نہ ہوئی۔کالی بیبی زوجہ سید اصغر علی ان کی دُختر تھیں، وہ بھی اولادِ

www.muftiakhtarrazakhan.com

نرینہ سے محروم رہیں، ان کی دُختر کمال بی بی ہوئیں، انھوں نے بھی صرف ایک صاحب زادی آمنہ بی بی وارث چھوڑیں، جو میری والدہ محترمہ تھی۔

سرکار جاورہ- نے کافی تحقیقات کے بعد سندِ وکالت مجھے عطا فرمائی۔ ہندوستان کے دیگر والیانِ ریاست کی طرح فرماں روایانِ جاورہ کو ہمیشہ آستانۂ خواجہ غریب نواز سے انتہائی محبت و عقیدت رہی ہے۔اور اپنے دور کے وکیلِ آستانہ کو ہمیشہ نوازتے رہے ہیں۔ نیز اپنے وکیل کو سندِ وکالت مرحمت فرماتے چلے آئے ہیں۔ عالی جناب نواب محمد غفور خاں صاحب بہادر مرحوم و مغفور والیِ جاورہ سے سلسلۂ حاضریِ دربارِ خواجہ میرے علم واطلاع میں آچکا ہے۔ان کے بعد نواب غوث محمد خاں صاحب سریر آرائے مملکتِ جاورہ ہوئے، کئی بار آستاں بوسی [حاضریِ دربارِ خواجہ] کے لیے اجمیر تشریف لائے اور ۲/جولائی ۱۸۴۲ء کو سندِ وکالت مرحمت فرمائی اور اپنے چالیس سالہ دورِ حکومت میں نذرونیاز وغیرہ خدماتِ آستانہ بڑے حسنِ عقیدت سے انجام دیتے رہے۔ان کے بعد عالی جناب نواب محمد اسمٰعیل خاں صاحب بہادر تخت نشین ہوئے۔آپ نے بھی بڑی شان و شوکت سے اپنے خاندانی رواج کے موافق تیس سال رعایا پروری کی۔ **آپ نے ایک راس ہاتھی بھی نذرِ آستانہ کیا۔** یہ بالکل انوکھی نذر تھی۔مگر شاہانہ شانِ آستانہ کے مطابق تھی؛ آپ ہر سال اپنے وکیل کو آستانہ سے جاورہ بلاتے اور اپنی راج دھانی میں مہمان کرتے، چوں کہ جاورہ تک ریل نہیں تھی۔ لہٰذا یہاں سے سواری کا عذر پیش کیا جاتا، اس عذر کو آپ نے یوں ختم فرمادیا کہ ایک جوان اونٹ سواری کے لیے ہر سال رقم سالانہ کے ساتھ دیے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ اضافہ صرف اس لیے تھا کہ اپنے وکیل کو سال میں ایک بار اپنے پاس بلانا اور اپنا مہمان بنانا ضروری جانتے تھے۔ ہمارے موجودہ سرکار نواب محمد افتخار علی خاں صاحب بہادر ۱۹۰۶ء سے سریرِ سلطنت پر رونق افروز ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی عمر، ملک، مال میں اور دولت واقبال میں ہماری اُمیدوں سے زیادہ ترقی عطا فرمائے ع

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

سرکارِ جاورہ نہایت خوش اعتقاد والیِ ملک ہیں، ہزارہا روپیہ سالانہ آپ حضرتِ آستانہ [اجمیر شریف] کے نام پر صَرف کرتے ہیں۔اپنے اسلافِ کرام کی طرح مجھ ناچیز کی وکالت میں اب تک چار مرتبہ حاضرِ دربارِ خواجہ ہو چکے ہیں:

www.muftiakhtarrazakhan.com

باراوّل سرکارِعالی دام اقبالہٗ ۳۰؍مئی 1915ء کو حاضرِ آستانہ ہوئے۔ باردوّم ۱۰؍ستمبر 1918ء کو۔ بارسوّم ۸؍دسمبر 1921ء بہ سلسلۂ نکاح۔ بار چہارم ۲۸؍اپریل ۱۹۴۶ء کو۔ ہر بار بڑی اولوالعزمی اور شاہانہ شان سے نذر و نیاز ہوئی اور ۱۹۴۶ء کی حاضری میں غلاف نذرِ آستانہ ہوا۔

ایک اہم واقعہ: ایک مرتبہ میں نے وظیفہ وصول کرتے وقت حسبِ دستورِ قدیم ''نذرِ خواجہ'' لکھا تو ایک کلرک صاحب بولے کہ یہ خیرات ہے، نذر نہیں۔ اس بات سے مجھے صدمہ ہوا۔ نتیجہ میں مجھے خیرات لکھنے سے انکار رہوا؛ وہ نذر لکھانا نہ چاہتے تھے۔ بالآخر یہ معاملہ محکمہ کے افسرِ اعلیٰ کے پاس پہنچا تو انھوں نے سرکارِ عالی میں عرض کیا، حکم ہوا کہ ''یہ نذرِ خواجہ ہے، مدِ خیرات نہیں۔''

ان حوادثِ بالا سے جہاں اور بہت سے سبق ملے وہیں ایک اَن مول سبق یہ بھی ملا کہ ہماری عزت اپنے اسلافِ کرام کے قدم بہ قدم چلنے میں ہے، وہ یہی ہے کہ ہم زیورِ علم سے آراستہ ہو کر دین کی تبلیغ کریں تو پہلے ہمیں علمِ دین حاصل کرنا چاہیے۔ لہٰذا میں نے عہد کرلیا تھا کہ اپنے سب بچوں کو علمِ دین کی تکمیل کراؤں گا، چنانچہ میرے بڑے لڑکے مولوی سید محمد علی سلمہٗ [ازہری] نے اس معاملہ میں میری بڑی ہمت افزائی کی، اس نے بڑی محنت سے پہلے ہندوستان میں علمِ دین حاصل کیا، اور مزید تکمیل و تجربہ کے لیے مصر کا سفر کیا اور ایک ہزار و صد سالہ یونی ورسٹی ''جامعہ ازھر'' میں داخل ہو کر تین سال تک ضروری علوم و فنون میں مہارت حاصل کی۔ وہاں کے طرزِ تعلیم سے واقفیت حاصل کی، اب وہ ماشاء اللہ اچھا ادیب اور جید عالم ہے۔ اور علما کی جماعت میں مولوی سید محمد علی ازہری اجمیری مشہور ہے؛ اور تبلیغِ دینِ اسلام اس نے اپنا مقصدِ حیات بنالیا ہے۔ اب اور بچے بھی تحصیلِ علمِ دین میں مشغول ہیں۔ وہ بھی خدا چاہے کسی دن عالمِ دین ہو کر کسی دینی خدمت میں لگ جائیں گے۔

سلاطینِ ہند کی حاضری دربارِ سلطان الہند میں

ہندوستان کا مستقل بادشاہ اور نہ بدلنے والی حکومت کا واحد فرماں روا چوں کہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری ہیں۔ اور آپ کی قبرِ مبارک بقول نائب السلطنت وائسرائے ہند لارڈ منٹو: ''درحقیقت یہ قبر آرام گاہ زندہ حاکمِ ہندوستان کی ہے۔''

لہٰذا ہندوستان میں جس قدر حکومتیں اب تک آئیں آئندہ آئیں گی، ان عارضی حکومتوں کے والی اس زندہ جاوید حاکم ہندوستان کی آرام گاہ پر بھی آدابِ شاہی کا لحاظ رکھتے ہوئے جس طرح آج تک آتے رہے ہیں، اسی طرح آئندہ بھی حاضری دیتے رہیں گے۔ مسلمان فرماں روا

www.muftiakhtarrazakhan.com

کو تو اس کی عقیدت اور نیاز مندی بھی دربارِ خواجہ میں لے جا سکتی ہے۔ مگر غیر اسلامی حکمرانوں کو صرف سلطان غریب نواز کا ذاتی اقتدار اور ان کی باطنی سطوت کا اثر حاضرِ دربار کرتا ہے۔ اور یہ وہ لطیفۂ جرثقیل [پُرکشش] ہے کہ جس کا علم خود کھینچنے والے کو بھی نہیں ہوتا؛ مگر بغیر کھینچے بچتا بھی نہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ سلاطین حاضرین کے نام ملاحظہ ہوں:

سلطان محمود خلجی میسور فتح کر کے حاضرِ دربارِ خواجہ ہوئے۔ مسجد و مدرسہ تعمیر کرایا اور اپنے دور کے زبردست عالم مولانا بایزید کو مانڈو سے بلا کر وہاں رکھ گئے۔ سلطان مظفر بادشاہ گجرات منڈل گڑھ فتح کر کے حاضرِ آستانہ ہوئے۔ ہندوستان کا سب سے بڑا فرماں روا اور فاتح اکبر ۷/ بار آگرہ سے اجمیر شریف تک ادباً پا پیادہ حاضر ہوا۔ اور حاملہ بادشاہِ بیگم کو اس منت سے اجمیر شریف رکھا کہ خواجہ غریب نواز کی برکت سے خداوند عالم فرزند عطا فرمائے۔ چنانچہ جہانگیر اجمیر شریف ہی میں پیدا ہوا۔ جہانگیر کے پیدا ہونے کی خوش خبری سن کر اکبر آگرہ سے اجمیر شریف تک پیدل ہی آیا۔ بادشاہ غازی جہانگیر کی عقیدت مندی کی کوئی انتہا نہ تھی، خود تزکِ جہانگیری میں رقم طراز ہے کہ:

''میں نے اپنی علالت میں منت مانی تھی کہ میں جس طرح دل سے حضرت سلطان الہند غریب نواز کا غلام ہوں- غریب نواز کی توجہ کی برکت سے اگر مجھے اس مایوس کن علالت سے صحت ہوگئی تو ظاہر میں بھی خواجہ غریب نواز کی حلقہ بگوشی اختیار کرلوں گا۔''

.... بادشاہ غازی شاہ جہاں اور ان کی صاحب زادی جہان آرا بیگم تو بار ہا کے حاضر باش اور خواجہ غریب نواز کے ایسے عاشق تھے کہ خود دہلی [میں] ہوں تب بھی دل اجمیر ہی میں پڑا رہے۔ شاہ جہانی مسجد اور بیگمی دالان دونوں کی عقیدت مندی کا آج بھی ڈنکا پیٹ رہے ہیں۔ شاہ غازی اورنگ زیب عالم گیر رحمۃ اللہ علیہ چوں کہ قدرتاً خود بھی خدا دوست اور عالم دین تھے؛ ان کی عقیدت کا کیا کہنا۔ وہ شاہزادگی کے علاوہ تختِ شاہی پر بیٹھنے کے بعد بھی کئی بار حاضرِ دربارِ خواجہ ہوئے۔ عالم گیری مسجد دربارِ خواجہ میں ان کی نشانی اب بھی موجود ہے۔

ہندوستان کی حکومت مغل بادشاہوں کے بعد ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ آئی اور سارے ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط ہوگیا؛ تو اکثر وبیش تر گورنرانِ صوبہ و وائسرائے صاحبان اجمیر شریف میں آستانۂ خواجہ پر ضرور آئے۔ زیادہ شہرت نائب السلطنت وائسرائے ہند لارڈ منٹو صاحب بہادر کی

www.muftiakhtarrazakhan.com

آمد کو یوں ہوئی؛ انھوں نے اپنے دل کا راز دُنیا پر ظاہر کردیا: ''یہ قبر آرام گاہِ زندہ حاکمِ ہندوستان کی ہے۔''

ہندوستان کے والیانِ ریاست تو نسلاً بعد نسلٍ برابر حاضر ہوتے رہے ہیں، اور بعض والیانِ ریاست تو خود کو خواجہ غریب نواز کا باج گزار یا ان کا گورنر تصور کرتے ہیں۔ اور حاضری کے وقت تو ایسی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں جیسی کہ ایک گورنر ایوانِ شاہی پر حاضری کے وقت کرتا ہے۔ اس موقع پر سلطانِ دکن خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ سرکارِ جاورہ اور سرکارِ ٹونک کی عقیدت و نیاز مندی کا ذکر ہی کیا کہ جوارِ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا اثر مزید ان پر سایہ افگن ہے۔ حاضرین دربار میں سبھی اپنی حاجتیں لاتے اور مراد پاتے ہیں۔

سیرِ دربار

اجمیر شریف کے ہر چہار جانب پہاڑ ہیں اور شہر پناہ اکبر بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ ان پہاڑوں کے دامن میں درگاہِ معلّٰی واقع ہے۔ درگاہ شریف کا صدر دروازہ جانبِ شمال ہے، جو ''نقار خانہ عثمانی'' کے نام سے مشہور ہے۔ جو ۱۳۳۰ھ میں بہ حکم عالی جناب عثمان علی خاں صاحب بہادر والیِ دکن تعمیر ہوا۔ اس کے بائیں جانب شفا خانہ ہے............ اس کے بعد شاہ جہانی نقار خانہ ہے۔ اس میں ایک جوڑی بڑے نقارہ کی ہے۔ جو اکبر بادشاہ کی نذر کی ہوئی ہے۔ اس عقیدت مند بادشاہ نے ایک دیگ ایک سو بیس من کی نذرِ آستانہ کی تھی، جو پکتی ہے۔ اس نقار خانہ سے آگے داہنی جانب خاص سلطانی شفا خانہ ہے، جس کے مصارف درگاہ شریف سے دیے جاتے ہیں۔ جو ۱۸۹۵ء سے قائم ہے۔ اس شفا خانہ سے متصل سیڑھیاں ہیں، جو اکبری مسجد تک پہنچاتی ہیں۔ ان سیڑھیوں کے بعد پھر ایک بلند دروازہ ملتا ہے، جو سلطان محمود خلجی اور ان کے فرزند سلطان غیاث الدین کا تعمیر کردہ ہے۔ اس دروازہ سے آگے ہر دو جانب دو دیگیں آویزاں ہیں۔ بڑی دیگ نوے [۹۰] من کی ہے جو ۹۷۴ھ میں اکبر بادشاہ نے پیش کی تھی، چھوٹی دیگ سلطان جہانگیر کی جو ۳۰ر من کی ہے، یہ دیگ زیادہ استعمال میں رہنے سے جلد خراب و خستہ ہوگئی تھی۔ جسے نواب علی دلاور جنگ بہادر حیدر آبادی نے پھر بنوا دیا۔ اس کے سامنے صحنِ چراغ ہے، یہ چراغ بھی اکبر بادشاہ فتح چتوڑ گڑھ کے بعد چتوڑ گڑھ ہی سے لائے تھے، جسے نذرِ دربارِ خواجہ کردیا۔ اس کے داہنی جانب محفل خانہ معروف بہ سماع خانہ ہے، جو نواب بشیر الدولہ بہادر حیدر آباد دکن نے ۱۳۰۹ھ میں اپنے فرزند و دل بند نواب معین الدین حسن خاں بہادر کی پیدائش کی منّت میں تعمیر کیا، اور اس کا کل

www.muftiakhtarrazakhan.com

خرچ انھیں کا اسٹیٹ ادا کرتا ہے۔ بائیں جانب لنگر خانہ ہے، یہ وہی قدیمی لنگر خانہ ہے جو پیش گاہِ سلطانی میں جاری تھا۔ خواجہ غریب نواز اپنے مصلے پر سے خدام کو حکم دیتے کہ اتنی جنس لے لو جو کل تک کفایت کرے۔ اس لنگر خانہ کے مصارف خواجہ غریب نواز کے وصال کے بعد سے مسلم حکومتوں نے اپنے ذمہ لے لیے، اور اکبر بادشاہ کے زمانہ سے تو اس کا انتظام بہت مکمل ہو گیا ہے۔ اس کے لیے جاگیریں مقرر ہوئیں اور اب تو سلطانِ دکن نے مزید جاگیر کا اضافہ فرمادیا ہے۔ اس لنگر خانہ سے فقرا اور مساکین کو روزانہ لنگر تقسیم ہوتا ہے۔ لنگر خانہ سے گزر کر ایک حوض ہے، جس کو مع چھت بادشاہ جارج ہفتم کی بیگم ملکہ میری نے بنوایا ہے۔ اور پھر ایک دروازہ ملتا ہے۔ اس دروازہ میں داخل ہو کر چشتی احاطہ ملتا ہے۔ جس میں دائیں جانب خواجہ غریب نواز کی دونوں بیبیوں کے مزار ہیں اور بائیں طرف اولیا مسجد ہے، یہ وہ مقام ہے کہ اجمیر شریف میں سب سے پہلے اس قطعۂ زمین پر حضور غریب نواز نے نزولِ اجلال فرمایا تھا۔ اور اس سے آگے چل کر داہنی جانب صندل خانہ ہے جو عالم گیری مسجد بھی کہلاتی ہے۔ اس میں کئی بار ترمیم و تنسیخ بھی ہو چکی ہے۔ اس سے آگے گنبد شریف ہے، جس کے بعد شرقی دروازہ کا رُخ کرنا پڑتا ہے اور وہاں پہنچ کر پہلے بیگمی دالان ملتا ہے جو شاہزادی جہاں آرا بیگم نے ۱۰۵۳ھ میں بنوایا تھا۔ اس بیگمی دالان میں گنبد شریف کا دروازہ ہے کہ اسی دروازہ سے زائرین گنبد شریف میں داخل ہوتے ہیں۔ اور گنبد شریف کے ہر دو جانب دو حجرے ہیں جو توشہ خانے کہلاتے ہیں۔

داہنے حجرے میں حضرت خواجہ سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے (جو خدام سادات کے مورثِ اعلیٰ ہیں) اور بہ حکم مرشد برحق حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ ہم راہ سلطان الہند غریب نواز وطن سے ساتھ آئے۔ ہندوستان میں مدۃ العمر ساتھ رہے۔ اور اب بھی بفضلہٖ تعالیٰ ساتھ ہیں۔ اور بروزِ حشر ساتھ ہی اُٹھیں گے۔ جنت الفردوس میں ساتھ ہی داخل ہوں گے۔ بائیں جانب انھیں حضرت خواجہ سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بی بی کا مزار ہے۔ ان حجروں کی کنجیاں خدام کے قبضہ میں رہتی ہیں۔ ان حجروں میں حضرت خواجہ صاحب کے مزار شریف کی چادریں اور غلاف وغیرہ ضروری سامان رہتا ہے۔ گنبد شریف کے جنوبی دروازہ سے نکل کر بائیں جانب حضور خواجہ غریب نواز کی صاحب زادی حافظہ جمال صاحبہ کا مزار ہے اور داہنی طرف حور النساء بیگم بنت شاہ جہاں بادشاہ مدفون ہیں۔ اور ان سے قریب ''باب الجنت'' ہے یعنی ''جنتی دروازہ'' جو سال میں

www.muftiakhtarrazakhan.com

صرف چار بار کھلتا ہے۔عید ین میں،خواجہ غریب نواز کے عرس شریف میں اور آپ کے پیر و مرشد حضرت سید خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں۔اس احاطہ کے دوسرے دروازہ سے نکلنے کے بعد نوابِ کرناٹک کا تعمیر کردہ دالان ہے۔جو ۱۲۰۷ھ میں دورِ شاہ عالم بادشاہ میں تعمیر ہوا۔اس دالان کے جانبِ غرب شاہی گھاٹ ہے،جہاں حضور غریب نواز کے صاحب زادے ابوسعید اور برادرِ نسبتی کا مزار ہے۔اس کے برابر جھالرہ ہے اور مغربی جانب چار یار اور شاہ جہانی مسجد ہے،جو اجمیر شریف کی ''مسجد جامع'' ہے،جو شاہ جہاں غازی بادشاہ کی نیک نیتی سے قصرِ جنت کا نمونہ پیش کر رہی ہے۔اس مسجد سے گزر کر حضرت سیدی بابا فرید گنج شکر کا چلہ [عبادت گاہ] ملتا ہے۔جس میں حضرت بابا صاحب نے چلہ کشی کی ہے۔اس کے بعد ایک راستہ سولہ کھمبے کو جاتا ہے، جس کے دروازہ پر ایک حجرہ میں مولانا احمد بختیار خلیفۂ خواجہ اللہ بخش صاحب مدفون ہیں۔اسی سولہ کھمبے میں بالشتی چھتری ہے۔اور دوسرا راستہ اولیا مسجد کو جاتا ہے۔اولیا مسجد سے جانبِ جنوب ایک احاطہ ہے،جس میں حضرت شیخ محمد یادگار کا مزار شریف ہے اور ان کے برابر اہلیہ محترمہ مدفون ہیں۔ یہی حضرت محمد یادگار رحمۃ اللہ علیہ خدام شیخ زادگان کے جدِ اعلیٰ ہیں۔ان کے قریب نظام سقہ کا مزار ہے،جس کی نسبت یہ مشہور ہے کہ ایک دن کے لیے ہندوستان کا بادشاہ ہو چکا ہے۔ان کے برابر بھی مزارات ہیں۔جن کا تذکرہ اس مختصر کتاب میں مناسب نہیں۔

اب آپ چھتری دروازہ کے قریب آ گئے۔یہاں ایک بڑے مکان کا شان دار دروازہ نظر آئے گا۔یہ حضرت دانیال مجاور آستانہ کا مکان ہے۔اور یہی شاہزادہ دانیال سلطان سلیم جہانگیر کا مولد ہے۔اس لیے آج بھی یہ مکان دانیال کا محل کہلاتا ہے۔یہ مکان آج تک موجود ہے؛ اور انھیں حضرت دانیال کی اولاد یعنی خدام آستانہ کے قبضہ میں ہے۔درگاہِ معلیٰ میں اس کے علاوہ اور مقامات بھی ہیں جو تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔مثلاً حضرت خواجہ معین الدین خورد اور حضرت شیخ قیام الدین بابر بال کے مزار ہیں،جہاں اب مستورات بیٹھتی ہیں۔اور پانی کی سبیل کے پیچھے مقبرہ علی نقی خاں واقع ہے۔جہاں ایک خالی قبر بھی ہے۔

بزرگانِ دین کی آمد دربارِ خواجہ میں

حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ،سیدنا خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ،سیدنا ابوالعلا اکبر

www.muftiakhtarrazakhan.com

آبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سلیم چشتی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ نظام نارنولی رحمۃ اللہ علیہ، سکھوں کے مشہور پیشوا گرونانک اور ہندوستان کے مشاہیر اولیا وعلما اور صدہا مشاہیرِ ہندوستان ہر زمانہ میں حاضرِ دربارِ ہوتے رہے ہیں، اور اب تک اجلہ اولیاے ملت اور اکابر علماے امت دربارِ خواجہ غریب نواز کی حاضری کو باعث سعادتِ دارین جانتے اور حاضر ہوتے ہیں۔

مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت کی حاضری دربارِ خواجہ میں

میرے پیر و مُرشد مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان مولانا امام احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز[وصال ۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء] بھی دوبار دربارِ خواجہ غریب نواز میں حاضر ہوئے ہیں۔دوسری حاضری اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خاص طور پر قابل ذِکر ہے۔آپ ۱۳۲۵ھ میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کرکے جب ساحلِ ہندوستان پر اُترے تو آپ کے فدائی مختلف بلاد وامصار سے آپ کو لینے بمبئی پہنچ گئے تھے۔علاوہ وطن کے اور بھی کئی جگہ سے تار دیے گئے کہ آپ ہمارے وطن کو اپنے قدومِ والا سے منور فرمادیں۔آپ نے کسی کی نہ سُنی، آپ سیدھے خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر حاضر ہوئے؛ اور خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی درباری حاضری کے بعد آپ نے ان کے شاہزادے حضرت خواجۂ ہند کے دربار میں حاضری دی۔یہ حاضری ایسی عقیدت ومحبت کی حامل تھی کہ ہم خدامِ آستانہ اور تمام مسلمانانِ اجمیر کے دلوں پر نقش ہوگئی۔آج تک ہم خدام میں اس حاضری کے چرچے ہوتے ہیں۔یہی وجہ تھی کہ جب اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان کا صفر ۱۳۴۰ھ میں وصال ہوا، اور آستانہ پر ان کے وصال کی خبر پہنچی تو......اجمیر شریف کے سارے مسلمانوں نے کافی تعداد میں جمع ہوکر قرآن اور کلمۂ طیبہ سے ایصالِ ثواب کیا۔اور اس کے بعد علما مقررین نے ان کے زرّین کارنامے حاضرین کے سامنے پیش کیے۔اور دُنیائے اجمیر کو یہ بتایا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی علمی فوقیت کو آج دُنیائے اسلام مانتی ہے۔علماے عرب وعجم ان کو اس صدی کا مجدد اور تمام علوم وفنون کا ماہر اور یگانۂ روزگار مانے ہوئے ہیں۔ان کا شعبۂ حیات اتباعِ سنت کی وجہ سے اسلامی زندگی کا ایک بہترین نمونہ ہے۔اور ان کے مذہبی رسائل اور کتابیں عقائد واعمال کا -قولِ فیصل- اور -شریعتِ مطہرہ کا اس دور میں آخری فتویٰ ہیں-غرض کہ اس موقع پر مسلمانانِ اجمیر اور دیگر زائرین نے بڑی عقیدت مندی کا اظہار کیا۔جو ایک زمانہ تک یادگار رہے گا۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

ادب ضرور ہے شاہوں کے آستانہ کا

خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلاشرکتِ غیرے روحانی حکومت وسلطنت کو آج سات سو سال سے دُنیا مانتی چلی آئی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی ساری حکومتیں آستانہ بوسی سرکارِ خواجہ کرتی رہی ہیں۔ ہندوریاستیں بجائے خود حکومتِ خواجہ کی اقراری ہیں۔ انگریز حکمراں بھی آدابِ شاہی کو ملحوظ رکھتے اور ان کو زندہ حاکمِ ہندوستان جانتے ہیں۔ اس بنا پر ان کے دربار کی حاضری ہمیشہ سے آدابِ شاہی کی حامل رہی ہے۔ ہر مغل بادشاہ آستانہ پر اپنا ایک وکیل رکھتا تھا۔ اسی کی معرفت اس کے عرائض پیش ہوتے اور اسی کی ہم راہی میں خود حاضری دیتا۔ بلکہ خواجہ غریب نواز کی حیاتِ ظاہر میں خود خواجہ سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ اہلِ حاجت کو دربارِ خواجہ میں پیش کرتے۔ ان کے بعد سے یہ خدمت ان کی اولاد اسی زمانہ سے انجام دیتی رہی ہے، ان کے توسل سے حاضریِ دربارِ خواجہ اُن شاہی آداب کی تکمیل ہے، جو آج تک ملحوظ رہے ہیں اور بلا وسیلہ وتوسط جس طرح کسی بادشاہ کے دربار میں جا کھڑا ہونا، درباری ادب وتہذیب کے خلاف ہے۔ اسی طرح یہاں بھی بلا وکیل کے حاضری یقیناً قانون شکنی اور توہینِ دربار جیسا جرم ہونا چاہیے۔ لہٰذا زائرین کو اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ وقتِ حاضری ان کا وکیل ضرور اُن کے ہم راہ ہو، جو ہر وقت آستانہ پر دعا گو رہے گا اور یہ صرف اس لیے کہ آدابِ آستانہ میں فرق نہ آئے ع

ادب ضرور ہے شاہوں کے آستانہ کا

خواجہ سید فخر الدین کی اولاد، علاوہ سید ہونے کے [کہ فضلِ سیادت کے سبب سے ایک مستقل وسیلہ ہیں] خواجہ غریب نواز کے ایک جاں نثار خادم کی اولاد بھی ہیں اور اولاد بھی کیسی کہ جسے سرکارِ خواجہ نے اپنا فرمایا۔

یہ واقعہ ہے کہ جب خواجہ غریب نواز کو ادائے سنتِ نکاح کا حکم ہوا تو پہلے آپ نے خود نکاح کیا اور اپنے خلفا وخدام کو حکمِ نکاح دیا، جب نوبت سید فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی آئی تو ہمارے مورثِ اعلیٰ سید فخر الدین صاحب قبلہ حکمِ نکاح سن کر خاموش ہو رہے۔ سرکار خواجہ فوراً ان کے اندیشہ تک پہنچ گئے اور فرمایا کہ تمہاری اولاد میری [جاں نثار] ہوگی تم نکاح کرو، ایک زائر کی تسکین کے لیے ہماری نااہلی اور بدسلوکی کے بعد بھی یہ ارشادِ خواجہ بس ہے۔ واقعی ہم برے ہیں۔ مگر ہمیں اپنی برائی پر ناز ہے کہ ہم برے ہیں بھی تو خواجہ غریب نواز کے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ خدمتِ مزار

www.muftiakhtarrazakhan.com

پرانوار روزِ وصال سے آج تک ہماری ہی قوم کا طرۂ امتیاز بنی رہی ہے۔درمیان میں دو ایک بار ہندوؤں کے تعصب کا بھی مظاہرہ ہو چکا ہے......ہم خدام نے اس آستانہ کی خدمت کی خاطر سب کچھ تکلیفیں اُٹھائیں، مصیبتیں جھیلیں۔سرکار خواجہ کی آرام گاہ کو کسی طرح نہ چھوڑا۔اب ہم اگر اس خیال میں مست و بےخود ہیں تو حق بجانب ہیں ع

خواجہ پیا کے ہم ہیں خواجہ پیا ہمارے

ہمارے جدامجد حضرت خواجہ سید فخر الدین اور ان کی اولاد کی بےمثل خدمات نے خواجہ غریب نواز کو ہم جیسے نا اہل نا کاروں پر ایسا مہربان کر دیا ہے کہ ان کی دُعا کی برکت سے ہم آج بھی پھل پھول رہے ہیں، آج ان کے خادم ایک خواجہ سید فخر الدین نہیں بلکہ خواجہ فخر الدین کے بجائے ان کے [یعنی ان کے خاندان کے] اٹھارہ سو بیٹے شب و روز خدمتِ مزارِ خواجہ غریب نواز انجام دے رہے ہیں۔جنھیں دربارِ خواجہ میں ہماری رسائی کا علم ہے اور جو اس آدابِ شاہی میں فرق ڈالنا نہیں چاہتے ان کی عرضیاں ہماری ہی معرفت اب تک گزرتی رہیں اور بفضلہٖ تعالیٰ قبول ہوتی رہیں۔اُمورِ مذکورہ بالا کا لحاظ رکھنے والے آئندہ بھی دربارِ خواجہ غریب نواز کی حاضری کے موقع پر ہمیں فراموش نہ کریں گے۔

آدابِ حاضری آستانۂ خواجہ غریب نواز

خواجہ غریب نواز کا عرس یکم رجب المرجب سے شروع ہوتا ہے۔بلکہ رجب کا چاند دیکھتے ہی مراسمِ عرس شروع ہو جاتے ہیں۔غسلِ مزار شریف اور محفلِ شب کے انتظامات اُسی وقت سے ہونے لگتے ہیں؛ پہلا غسل اُسی شب میں ۱۰ر بجے اور دوسرا اُسی شب میں ڈیڑھ بجے ہوتا ہے۔اس کے بعد دروازہ مزار شریف بند ہو جاتا ہے۔اُسی شب میں ۲ر بجے تک سماع خانہ میں محفلِ ہوتی رہتی ہے۔چھٹی رجب کی شب تک مزار شریف میں یہی عمل رہتا ہے۔۶ر رجب کو دن کے ڈیڑھ بجے ختم قُل شریف ہوتا ہے۔یہ ۶ر دن ہر اعتبار سے قابلِ دید ہوتے ہیں۔سخی داتا کا کھلا دربار ہوتا ہے۔منگتوں اور بھکاریوں کو آنے کی عام اجازت ہوتی ہے۔بھکاریوں کے غول کے غول خالی جھولیاں لاتے اور دامنِ مراد بھر کے جاتے ہیں۔اک طرف علماے ربانیین کی ایمان افروز تقریریں ہو رہی ہیں اور اِک جمِ غفیر ہے کہ اس سے تازگیِ ایمان حاصل کر رہا ہے تو دوسری طرف محفلِ سماع جمی ہوئی ہے، روحانی غذا فراہم کر رہی ہے۔کہیں قرآن پاک کی تلاوت ہو رہی ہے تو کہیں نوافل پڑھے جا رہے ہیں۔غرض کہ۔ ہر کس بخیال خویش چیزے دارد۔

www.muftiakhtarrazakhan.com

اس کے بعد ۹؍رجب کو صبح ۸؍بجے سے بڑا غسل شروع ہوجاتا ہے، خدامان؛ مزار شریف میں مصروفِ خدمت رہتے ہیں۔اور زائرین حصولِ سعادت کی غرض سے درگاہ شریف کے درودیوار دھوتے ہیں؛ اس میں چھوٹے بڑے سب شامل ہوتے ہیں۔اس کے بعد ۲۵؍رجب کو عرسِ خواجہ فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ میں معروف 'بیگمی دالان' کے قریب مزار خواجہ غریب نواز پر دھوم سے چادر چڑھائی جاتی ہے۔ ۲۶؍ویں کی شب کو محفلِ سماع منعقد ہوتی ہے۔اور ۲۶؍رجب کو دن کے ڈیڑھ بجے قُل ہوجاتا ہے۔پھر شام کو ۲۷؍ویں شب آئی۔اس شب میں رجبی شریف کی محفل منعقد ہوتی ہے۔اور ۲۷؍رجب کے دن میں ڈیڑھ بجے قُل ہوجاتا ہے۔ماہِ رمضان المبارک کی شبِ قدر میں پر تکلف روشنی ہوتی ہے۔یکم شوال کو جنتی دروازہ کھلتا ہے۔صبح ۴؍بجے سے دن کے ۳؍بجے تک کھلا رہتا ہے۔اس میں زائرین بہ کثرت داخل ہوتے ہیں۔اس کے بعد ۶؍شوال کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس ہوتا ہے۔ ۶؍رجب کی شب میں سماع ہوتا ہے اور دن کو ڈیڑھ بجے قُل ہوجاتا ہے۔جنتی دروازہ بھی صبح ۴؍بجے سے دن کے ۳؍بجے تک کھلا رہتا ہے۔ جمعرات کے دن ان مقررہ اوقات میں کسی قدر تبدیلی کرنا پڑتی ہے۔اس کے بعد ۱۰؍ذی الحجہ کو بھی صبح ۴؍بجے سے ۳؍بجے تک جنتی دروازہ کھلا رہتا ہے۔اس کے علاوہ ہر مہینہ میں اکثر مشائخِ خاندانِ چشت کے عرس برابر سال بھر ہوتے رہتے ہیں۔

............۵؍محرم کو حجرۂ بابا فرید گنج شکر معروف بہ-چلہ بابا صاحب-کھولا جاتا ہے۔ لاکھوں زائر اس میں داخل ہوتے ہیں۔اور بابا صاحب کی جائے قیام کو بوسہ دے کر واپس ہوتے ہیں۔یہ منظر بھی عجیب منظر ہوتا ہے۔ ۱۲؍ربیع الاول کو بڑی دھوم سے-عید میلاد-منائی جاتی ہے، بارھویں کی ساری شب درگاہ شریف میں جگہ جگہ میلاد شریف ہوتا ہے اور ۱۲؍کو دن میں ڈیڑھ بجے تک مشرقی دروازہ کے سامنے میلاد شریف ہوتا ہے۔مذکورہ بالا مواقع علاوہ عرس شریف حاضریِ آستانہ کے خاص مواقع ہیں۔

☆☆☆

نوٹ:-مؤلف نے دورانِ تالیف درج ذیل کتب سے استفادہ فرمایا:

سفر نامۂ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت، تاریخ فرشتہ، اکبر نامہ، منتخب التواریخ، تزک جہانگیری، مراۃ السلاطین، سفینۃ الاولیاء، مونس الارواح، اذکار ابرار، معین الاولیاء، خزینۃ الاصفیاء، احسن السیر، ماثر الامراء، تاریخِ اجمیر، سیر وسفر، رسالہ غریب نواز، اقتباس الانوار، مولد عطائے رسول، انوارِ خواجہ، تذکرہ اولیائے ہند، سوانح عمری کلاں، اجمیر گائیڈ یا سیرِ اجمیر، گلدستہ چشتی چمن، حیاتِ خواجہ، خواجۂ اعظم، ہمارے خواجہ، تذکرۃ المعین، تاریخ السلف، تذکرہ-وغیرہم

www.muftiakhtarrazakhan.com

روشنی

شام کو قبلِ مغرب دربارِ سلطان الہند میں حسبِ ذیل منقبت عرض کی جاتی ہے جو ''روشنی'' کہلاتی ہے۔

خواجۂ خواجگاں معین الدیں — اشرف اولیائے روئے زمیں

آفتابِ سپہرِ کون ومکاں — بادشاہِ سریرِ ملکِ یقیں

در جمال و کمال او چہ سخن — ایں مبین بود بہ حسنِ حصیں

مطلعِ دَر صفات او گفتم — در عبارت بود چو، دُرِّ ثمیں

اے درت قبلہ گاہ اہلِ یقیں — بر درت مہر و ماہِ سودہ جبیں

روئے بر در گہت ہمیں سایند — صد ہزاراں ملک چو خسرو چیں

خادمانِ درت ہمہ رضواں — در صفا روضہ ات چو خلدِ بریں

ذرّۂ خاک اُو عبیر و سرشت — قطرۂ آب اُو چو ماءِ معیں

الٰہی تابود خورشید و ماہی

چراغِ چشتیاں را روشنائی

☆☆☆

www.muftiakhtarrazakhan.com

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا

برادرِ اعلیٰ حضرت؛ علامہ حسنؔ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم زور برسنا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھا دے پیارے
آنکھیں پُر نور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

ظلِ حق غوث پہ ہے غوث کا سایہ تجھ پر
سایہ گستر سرِ خدام پہ سایہ تیرا

تجھ کو بغداد سے حاصل ہوئی وہ شانِ رفیع
دنگ رہ جاتے ہیں سب دیکھ کے رتبہ تیرا

جب سے تو نے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محی دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہے
اے حسنؔ کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

www.muftiakhtarrazakhan.com

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شہرِ یارِ اِرم تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام

شبِ اسریٰ کے دولھا پہ دائم درود
نوشۂ بزمِ جنت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سَعادت پہ لاکھوں سلام

جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اُٹھ گئی دَم میں دَم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام

جسکی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کر دیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
اُنگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

کُل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

غوثِ اعظم امامُ التقیٰ والنقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

نورِ جاں عِطرِ مجموعہ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امت پہ لاکھوں سلام

کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب اُنکی شوکت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

ہند کے بادشاہ دین کے وہ معیں
خواجۂ دین و ملت پہ لاکھوں سلام

غوث و خواجہ رضا حامد و مصطفیٰ
پنج گنج ولایت پہ لاکھوں سلام

www.muftiakhtarrazakhan.com

مناجات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

یا الٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یا الٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حسن مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منھ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیّد بے سایہ کے ظلِ لِوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یا الٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوش خلق ستار خطا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
اُن تبسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے
چشم گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی رنگ لائیں جب مِری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب چلوں تاریک راہِ پل صراط
آفتابِ ہاشمی نور الھدیٰ کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
ربِّ سلِّم کہنے والے غمزُدا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جو دُعائے نیک میں تجھ سے کروں
قدسیوں کے لب سے آمیں ربّنا کا ساتھ ہو

یا الٰہی جب رضؔا خوابِ گراں سے سر اُٹھائے
دولتِ بیدار عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

www.muftiakhtarrazakhan.com